عقائد اہل سنت کا پاسبان
جنوری فروری 2011
دوماہی مجلہ
کلمۂ حق
قبر انور۔۔۔۔۔کعبہ اور عرش سے افضل ہے
محفلِ میلاد النبی ﷺ
کے سلسلہ میں ایک تحریف کا انکشاف
دیوبندی خود بدلتے نہیں کتابوں کو بدل دیتے ہیں
وہابیوں کے تضادات
ایک غیر مقلد وہابیہ عورت کا پوری شریعت پر مزیدار عمل
چند مفید اور کارآمد حوالے
غیبی تعویذ
اکاذیبِ آلِ نجد
قبر والے سنتے، سمجھتے، دیکھتے اور جواب دیتے ہیں
وہابیہ، اسماعیلیہ، دیوبندیہ کے مختصر عقائد
آپ کے مسائل اور ان کا شرعی حل
دیوبندیوں کی طرف سے اپنے امام
رشید گنگوہی پر فتویٰ کفر

کتابی سلسلہ

عقائد اہلسنت کا پاسبان

کلمہ حق

دو ماہی مجلہ

شمارہ نمبر 5

جنوری، فروری 2011ء

بفیضانِ نظر

فرید الدہر، وحید العصر، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، تاج المحققین سراج المدققین
شیخ الاسلام والمسلمین خاتمۃ الفقہاء والمحدثین، سلطان العلماء المتبحرین
برہان الفضلاء المصدرین، بحر العلوم، کاشف السر المکتوم، زین العرب والعجم
ومفیض الکمالات الربانیہ علی العالم اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، مجدد دین وملت مفتی

امام الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی

رحمۃ اللہ علیہ

ایڈیٹر	نائب ایڈیٹر
عبد المصطفی رضوی	غلام صدیق نقشبندی مجددی

بذریعہ خط و کتابت رابطہ کے لیے پتہ P.O. BOX 7786 صدر کراچی

کلمہ حق حاصل کرنے کے لیے رابطہ نمبر 0324-2311741

قیمت فی شمارہ 25 روپے

پاسبان اہل سنت وجماعت

(پاکستان)

حسن ترتیب

حمد باری تعالیٰ

سلطان المناظرین، اجمل العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اجمل شاہ سنبھلی رضی اللہ عنہ

بیاں ہو حمد تیری کس طرح ہم ناتوانوں سے
کہ تو برتر ہے وہموں سے، خیالوں سے، گمانوں سے

گلستاں جہاں میں سب تیری تسبیح کرتے ہیں
لسانِ حال ہے دل سے، جوارح سے، زبانوں سے

بیشک تو ہے سب عیبوں سے پاک اور متصف ہے تو
تمام اوصاف سے اور خوبیوں کی ساری شانوں سے

ازل سے حمد ہوتی ہے، ابد تک ہوتی جائے گی
کہاں حق حمد کا ہوگا ادا اِن مدح خوانوں سے

تیری وہ حمد ہے جو تو نے اپنے آپ فرمائی
کہ بالاتر ہے وہ محدود لفظوں اور بیانوں سے

جہاں سارا طلب کرتا ہے تجھ سے اپنی ہر حاجت
ہر اک کی جھولیاں بھرتا ہے تو اپنے خزانوں سے

لگاتا ہے کوئی درہم کوئی زر نام پر تیرے
گذر جاتے ہیں اس کوچہ میں کتنے اپنی جانوں سے

عزیزوں کو کٹانا، گھر لٹانا، جان دے دینا
تیرے عشاق گھبراتے ہیں کب ان امتحانوں سے

کرے اجمل ثنا کیوں کر کہ ناواقف ہے منزل سے
وہی چلتا ہے اس رہ میں جو واقف ہے شانوں سے

نعت رسول مقبول ﷺ

﴿برہان ملت حضرت علامہ محمد برہان الحق قادری رضوی جبلپوری رضی اللہ عنہ﴾

روضۂ اطہر کا ارماں کل بھی تھا اور آج بھی
عاصیو بخشش کا ساماں کل بھی تھا اور آج بھی

مثل میثاق ربوبیت ازل سے تا ابد!
عظمتِ احمد کا پیماں کل بھی تھا اور آج بھی

رحمۃ للعالمین فرما کے واضح کردیا
سارا عالم زیرِ فرماں کل بھی تھا اور آج بھی

ابتدا علم کی جن کے نورِ اقدس سے ہوئی
نور پاک ان کا درخشاں کل بھی تھا اور آج بھی

ظلِ انوار محمد کی ضیائیں واہ واہ
ذرہ ذرہ جن سے تاباں کل بھی تھا اور آج بھی

کہہ کے مَنَّ اللہ ہم پر کر دیا نعمت تمام
دائمی اکرام مناں کل بھی تھا اور آج بھی

دین مرضی حُبِ حق، فتح وشفاعت یوم حشر
رحمت عالم کا احساں کل بھی تھا اور آج بھی

دیکھ لی معراج میں قدرت بشر کی دیکھ لی
ہر مسلماں جس پہ نازاں کل بھی تھا اور آج بھی

یادِ رب کے ذکر رب کے ساتھ انکا ذکر بھی
سینوں کا عین ایماں کل بھی تھا اور آج بھی

فرض ہر طاعت، عبادت، ذکر میں انکا ادب
آشکارا اور پنہاں کل بھی تھا اور آج بھی

حشر میں ہم ان کے دامانِ شفاعت میں مگن
اُسکا منکر سخت حیراں کل بھی تھا اور آج بھی

انکی عظمت انکی ہیبت اور جلالت کے سبب
لرزہ براندام شیطاں کل بھی تھا اور آج بھی

دشمنانِ دین کی مشاغلی کو دیکھ کر
گیسوئے ہستی پریشاں کل بھی تھا اور آج بھی

سایہ گستر ایک دریوزہ سگ دربار پر
دامن احمد رضا خاں کل بھی تھا اور آج بھی

غوث اعظم، حضرت احمد رضا خاں اور ضیاء
ان کا خوشہ چیں برہاں کل بھی تھا اور آج بھی

درسِ قرآن

گستاخِ رسول کی سزا سر تن سے جدا

علامہ محمد ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝

ترجمہ: ''قسم ہے آپ کے پروردگار کی کہ وہ اس وقت تک مسلمان ہی نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے جھگڑوں میں وہ آپ کو اپنا حکم نہ مان لیں اور پھر جب آپ ان کا فیصلہ کردیں تو وہ اپنے دلوں مین کسی طرح کی خلش نہ محسوس کریں اور آپ کا فیصلہ کھلے دل سے تسلیم کرلیں''۔

شانِ نزول:

سرکار اقدس ﷺ کے عہد پاک میں ایک منافق اور ایک یہودی کے درمیان کھیت میں پانی ٹپانے پر جھگڑا ہوگیا۔ یہودی کا کھیت پہلے پڑتا تھا۔ منافق کا کھیت اسکے بعد تھا۔ یہودی کا کہنا تھا کہ پہلے میرا کھیت سیراب ہولے گا تب تمہارے کھیت میں پانی جانے دوں گا۔ منافق کا اصرار تھا کہ پہلے میں اپنے کھیت کو سیراب کرونگا اسکے بعد تمہارے کھیت میں پانی جائیگا۔

جب یہ جھگڑا کسی طرح طے نہ ہوسکتا تو کسی ثالث کے ذریعے فیصلہ کرانے کی بات ٹھہری۔ یہودی نے کہا میں تمہارے پیغمبر (ﷺ) ہی کو اپنا ثالث مانتا ہوں۔ ان سے اختلاف کے باوجود مجھے یقین ہے کہ وہ حق کے سوا کسی کی بھی پاسداری نہ کریں گے منافق نے یہ سوچ کر کہ یہودی کے مقابلہ میں یقیناً وہ میری رعایت کریں گے۔ کیونکہ میں اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہوں،

یہودی کی پیش کش قبول کرلی۔

چنانچہ یہودی اور منافق دونوں اپنا مقدمہ لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔

سرکار ﷺ نے دونوں فریق کا الگ الگ بیان سنا۔ نزاع کی تفصیل یہ واضح کررہی تھی کہ حق یہودی کے ساتھ ہے۔ چنانچہ حضور نے یہودی کے حق میں فیصلہ سنادیا۔

یہودی فرحاں وشاداں وہاں سے اُٹھا اور باہر آکر منافق سے کہا کہ اب تو میرے حق سے تمہیں انکار نہ ہوگا۔ منافق نے منہ لٹکائے پیشانی پر بل ڈالے جواب دیا کہ میں فیصلہ تسلیم نہیں کرتا۔ میرے ساتھ انصاف نہیں کیا گیا۔ تمہیں منظور ہو تو ہم اپنا مقدمہ حضرت عمر کے پاس لے چلیں وہ صحیح فیصلہ کرینگے۔ یہودی نے جواب دیا۔ تم جس سے بھی فیصلہ کراؤ رسولِ خدا ﷺ کا فیصلہ اپنی جگہ بحال رہیگا۔

چنانچہ دونوں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دولت کدۂ اقبال پر حاضر ہوئے۔

منافق نے مقدمہ کی تفصیل بتاتے ہوئے اس بات کی بار بار تکرار کی کہ میں مسلمان ہوں اور یہ یہودی ہے۔ مذہبی عناد کی وجہ سے یہ مجھے نقصان پہنچانا چاہتا ہے منافق کا بیان ختم ہوا۔ تو یہودی صرف اتنا کہہ کر خاموش ہوگیا۔

''یہ صحیح ہے کہ میں یہودی ہوں اور یہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ لیکن سن لیا جائے کہ جو مقدمہ یہ آپکے پاس لیکر آیا ہے۔ اسکا فیصلہ پیغمبر اسلام نے میرے حق میں کردیا ہے۔ یہ مسلمان ہوکر کہتا ہے کہ مجھے انکا فیصلہ تسلیم نہیں ہے۔ یہ اپنے نمائشی اسلام کی رشوت دیکر آپ سے رسولِ خدا ﷺ کے خلاف فیصلہ کرانے آیا ہے۔ اب آپکو اختیار ہے کہ جو فیصلہ چاہیں کردیں۔

یہودی کا یہ بیان سن کر فاروق اعظم کی آنکھیں سُرخ ہوگئیں۔ فرطِ جلال سے چہرہ تمتما اُٹھا۔ عالمِ غیظ میں منافق سے صرف اتنا دریافت کیا کہ'' کیا یہودی کی بات صحیح ہے؟''

منافق نے دبی زبان سے اعتراف کیا کہ اس نے ٹھیک ہی کہا ہے۔

منافق پر بغاوت کا جرم ثابت ہوگیا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عدالت میں ایک

مرتد کی سزا کے لئے اب کوئی لمحہ انتظار باقی نہیں تھا۔ اسی عالم قہر وغضب میں اندر تشریف لے گئے۔ دیوار سے لگی ہوئی ایک تلوار لٹک رہی تھی اُسے بے نیام کیا۔ قبضے پر ہاتھ رکھے ہوئے باہر نکلے۔ فرطِ ہیبت سے منافق کی آنکھیں جھپک کررہ گئیں۔

غیرت جلال میں ڈوبی ہوئی ایک آواز فضا میں گونجی۔

''حاکم ارض وسماوات کے فیصلے کا منکر اسلام کا کھلا ہوا باغی ہے اور اس کے حق میں عمر کا فیصلہ یہ ہے کہ اس کا سر قلم کردیا جائے''۔

یہ کہتے ہوئے ایک ہی وار میں منافق کے ٹکڑے اڑادیئے۔ ایک لمحے کے لئے لاش تڑپی اور ٹھنڈی ہوگئی۔

اس کے بعد مدینے میں ایک بھونچال سا آگیا۔ یہ خبر بجلی کی طرح سارے شہر میں پھیل گئی۔ چاروں طرف سے منافقین غول در غول دوڑ پڑے۔ گلی گلی میں شور برپا ہوگیا کہ حضرت عمر نے ایک مسلمان کو قتل کردیا۔ دشمنان اسلام کی بن آئی تھی۔ اپنی جگہ انہوں نے یہ بھی پروپیگنڈہ شروع کردیا کہ اب تک تو محمد (ﷺ) ساتھیوں کی تلواریں صرف مشرکین کا خون چاٹتی تھیں۔ لیکن اب خود مسلمان بھی ان کے وار سے محفوظ نہیں ہیں۔

بات پہنچتے پہنچتے آخر سرکار ﷺ کی بارگاہ تک پہنچی۔ مسجد نبوی کے صحن میں سب لوگ جمع ہوگئے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طلبی ہوئی غیرتِ حق کا تیور ابھی تک اُترا نہیں تھا۔ آنکھوں میں جلالِ عشق کا خمار لئے ہوئے حاضر بارگاہ ہوئے۔

سرکار ﷺ نے دریافت فرمایا:

''کیوں عمر! (رضی اللہ عنہ) مدینے میں یہ کیسا شور ہے؟ کیا تم نے کسی مسلمان کو قتل کردیا ہے؟''

جذبات کے تلاطم سے آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔ دل کا عالم زیروزبر ہورہا تھا۔ بزم جاناں میں پہنچ کر عشق کی دبی ہوئی چنگاری بھڑک اٹھی تھی۔ بیخودی کی حالت میں کھڑے ہوکر جواب دیا۔

''عمر کی تلوار کسی مسلمان کے خون سے کبھی آلودہ نہیں ہوگی۔ میں نے ایسے شخص کو قتل کیا

ہے جس نے آپ ﷺ کے فیصلے سے انکار کر کے اپنی جان کا رشتہ حلقہ ءاسلام سے توڑ لیا تھا"۔

اپنی صفائی پیش کر کے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ابھی بیٹھے ہی تھے کہ فضا میں شہپر جبریل علیہ السلام کی آواز گونجی۔ اچانک عالم غیب کی طرف سرکار کی توجہ منعطف ہوگئی دم کے دم میں محفل کا رنگ بدل گیا۔ حضرت روح الامین علیہ السلام نے خدائے ذوالجلال کی طرف سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مقدمے کا فیصلہ سنایا۔ وہی جواب جو فاروق اعظم نے دیا تھا۔ درج بالا آیت قرآنی میں ہمیشہ کے لئے ڈھل گیا۔ حدیثوں میں آیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی زبان پر کلام کرتا ہے۔

تفسیر خازن ومعالم التنزیل میں کلبی کے طریق سے حضرت امام ابوصالح وابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

وقال جبريل ان عمر رضى الله عنه فرق بين الحق والباطل فسمي الفاروق۔

یعنی جبریل علیہ السلام نے ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حق و باطل میں امتیاز کر دیا ہے۔ اس دن سے آپ کا لقب فاروق رکھا گیا۔

تشریح:

یہ آیت اپنے موقع نزول کی روشنی میں مندرجہ ذیل امور کو خوب اچھی طرح واضح کرتی ہے۔

۱) کلمہ اور اسلام کی نمائش کسی کو بھی بغاوت کی سزا سے نہیں بچا سکتی۔ مدنی تاجدار ﷺ کی سرکار میں ذراسی گستاخی یک لخت اسلام کا وہ سارا استحقاق چھین لیتی ہے جو کلمہ پڑھنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

۲) پیدائشی طور پر جو لوگ اسلام سے بے گانہ ہیں اور جنہوں نے کبھی بھی اپنے آپ کو کلمہ طیبہ سے وابستہ نہیں کیا ہے۔ ان کے وجود کو کسی نہ کسی حالت میں یقیناً برداشت کیا جا سکتا ہے، لیکن اپنے اسلام کا اعلان کر دینے کے بعد جو منکر ہو گئے یا اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہوئے جنہوں نے نبی مرسل ﷺ کی شان میں توہین آمیز رویہ اختیار کیا۔ اُنہیں ہرگز معاف نہیں کیا جائے گا۔ اسلام کی زبان میں وہ مرتد ہیں۔ ان کا حال بالکل اس دوست کی طرح ہے جو رگِ جاں سے قریب

ہو جانے کے بعد یک بیک دغا دے دے۔ کسی بیگانے کو تو گلے لگایا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے منہ پر کوئی تھوکنا بھی گوارا نہیں کرے گا۔

انسان کی یہ عالمگیر فطرت ہے۔ ہر شخص کی زندگی میں اس طرح کی دو چار مثالیں ضرور مل سکتی ہیں۔ لیکن ماتم یہ ہے کہ فطرت کا یہ تقاضا انسان اپنے بارے میں تو تسلیم کرتا ہے لیکن خدا اور رسول کے معاملے میں فطرت کا یہ تقاضا فراموش کر دیتا ہے۔

یہ اسلام وعقل کی فطرت ہی تو تھی کہ جس فاروق اعظم ؓ نے بڑے بڑے کافران دنیا کو زندگی کا حق دیا۔ وہی فاروقِ اعظم آج کلمہ ءاسلام سے برگشتہ ہو جانے والے مرتد کو ایک لمحہ بھی زندہ دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔

۳) اس آیت سے یہ حقیقت بھی واضح ہوگئی کہ کفر وارتداد کچھ توحید ورسالت یا مذہب اسلام سے کھلم کھلا انکار پر ہی منحصر نہیں ہے۔ یہ بھی انکار ہی کے ہم معنی ہے کہ خدا کو اپنا خدا، یا رسول کو اپنا رسول اور اسلام کو اپنا اسلام کہتے ہوئے کسی بھی رُخ منصب رسالت ﷺ کی تنقیص کر دی جائے۔

اُن کی پاکیزہ زندگی کا اگر بے غبار آنکھوں سے مطالعہ کیا جائے تو ہزاروں واقعات شہادت دیں گے کہ جب تک وہ زندہ رہے نبی ﷺ کے قدموں کے نیچے ان کے دل بچھے رہے۔ دین و دنیا کی ساری کامرانیوں اور ارجمندیوں کو انہوں نے اپنے حبیب ﷺ کے دامن سے اس طرح باندھا تھا کہ کسی گرہ کا کھلنا تو بڑی بات، ڈھیلی تک نہیں ہوئی۔

اپنے پیارے نبی ﷺ کی خوشنودی کے راستے میں اگر اپنا لاڈلا بیٹا بھی حائل ہو گیا تو ان کی غیرت عشق کی تلوار نے اُسے بھی معاف نہیں کیا۔ ان کی دوستی اور دشمنی کا محور نبی پاک ﷺ کی مقدس پیشانی پر اُبھرتی ہوئی لکیروں، اور چہرۂ تاباں کی مسکراہٹوں کے گرد ہمیشہ گھومتا رہتا تھا۔

ایمان کے اس تقاضے کے ساتھ ان کی زندگی کا یہ پیمان کبھی نہیں ٹوٹ سکا کہ جو نبی ﷺ کا ہے وہی ان کا ہے اور جو نبی ﷺ کا نہیں ہے۔ اس کے ساتھ اُن کا کوئی رشتہ نہیں چاہے خواہ خون ہی کی خمیر سے وہ رشتہ کیوں نہ وجود میں آیا ہو۔

درسِ حدیث

شانِ اہل بیت

غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"محمد بن المثنی قال ثنابکر بن یحییٰ بن زبان العنزی قال ثنا مندل عن الاعمش عن عطیة عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ ﷺ نزلت ھذہ الأیة فی خمسة فیّ وفی علی رضی اللہ عنہ وحسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ وفاطمه رضی اللہ عنها انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا"

(علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، مطبوعہ بیروت (لبنان) ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء، ج ۲۲، ص ۵)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ آیت "پانچ (افراد)" کی شان میں نازل ہوئی ہے، میری شان میں اور علی رضی اللہ عنہ کی اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں کہ جزیں نیست اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے اے اہل بیت کہ تم سے ناپاکی دور کردے اور تمہیں پاک کردے خوب پاک کردے۔

پنجتن کے معنی ہیں پانچ افراد، اور ان سے مراد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ، حسنین کریمین، سیدہ فاطمہ زہرا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں، اور آیت تطہیر ان پانچوں مقدسین کے بارے میں نازل ہوئی، جس میں ویطہرکم تطہیرا موجود ہے، یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں پاک کردے پاک کرنا، جو اس بات کی روشن دلیل ہے کہ یہ پنجتن واقعی پاک ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے جب خود اپنی زبان مبارک سے "خمسة" کا لفظ فرمادیا اور خمسہ سے اپنی مراد کو ظاہر فرمانے کے لئے تفصیل ارشاد فرمادی اور صاف صاف ارشاد فرمادیا کہ آیہ تطہیر کی شان نزول یہ پانچ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے پاک قرار دیا، تو اب اس کے بعد کسی شقی القلب کا یہ کہنا کہ معاذ اللہ پنجتن کو پاک کہنا جائز نہیں اور پنجتن آیہ تطہیر میں داخل نہیں، بارگاہ رسالت سے بغاوت اور اور اللہ کے رسول کی تکذیب نہیں تو اور کیا ہے؟ نعوذ باللہ من ذلک

اس کا مقصد یہ نہیں کہ معاذ اللہ ان پانچ کے سوا ہم کسی کو پاک نہیں مانتے، ہمارے نزدیک حضور ﷺ کی ازواج مطہرات بھی آیہ تطہیر میں شامل ہیں، اسی لئے ہم ان کے ساتھ مطہرات کا لفظ لازمی طور پر استعمال کرتے ہیں اور ان کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے بے شمار مقدس محبوب بندے اور بندیاں یقیناً پاک ہیں اور ہم ان کی پاکی کا اعتقاد رکھتے ہیں، لیکن پنجتن پاک بولنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ حدیث منقولہ بالا میں خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے خمسۃ کا کلمہ مقدسہ ادا ہوا، پھر ان کی تفصیل

بھی خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی اور ان کی شان میں آیۂ تطہیر کے نزول کا ذکر فرمایا۔

اگر پنجتن پاک کے لفظ کا یہ مفہوم لیا جائے کہ معتقدین پنجتن کے نزدیک ان پنجتن کے سوا کوئی پاک ہی نہیں تو معاذ اللہ یہ الزام رسولِ اللہ ﷺ کی ذات مقدسہ پر بھی عائد ہوگا، کیونکہ خمسۃ کا لفظ زبان رسالت کا ارشاد ہے، معلوم ہوا کہ پنجتن کو پاک کہنے والے سب سے پہلے اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور اس کلمہ کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ پاکی انہیں پانچ میں منحصر ہے اور معاذ اللہ ان پانچ کے سوا کوئی اور پاک نہیں، بلکہ یہ بھی پاک ہیں اور ان کے سوا وہ سب پاک ہیں جن کی پاکی پر کتاب وسنت سے دلیل قائم ہے۔

(ماہنامہ السعید، ملتان، شمارہ اکتوبر ۱۹۶۲ء، ص ۲۲_۲۳)

☆☆☆

﴿چند نایاب کتب﴾

مشہور غیر مقلد وہابی مولوی وحید الزماں حیدر آبادی کی کتاب "نزل الابرار" (عربی) شائع ہوگئی ہے اس کتاب میں غیر مقلدین کے خلاف کئی حوالہ جات موجود ہیں۔

تحفہ وہابیہ مولف: سلیمان بن سحمان نجدی اس کتاب میں اہل سنت و جماعت کو کافر و مشرک دیتے ہوئے انکو قتل کرنا جائز ٹھہرایا گیا ہے نیز اس کتاب میں حیاتِ انبیاء علیہم السلام کا اقرار اور طلاق ثلاثہ پر وہابی موقف کا انکار کیا گیا ہے۔

یہ کتابیں حاصل کرنے کے لیے رابطہ 0308-5214930 پر کریں۔

ضروری نوٹ: مندرجہ بالا کتابیں صرف اہل سنت و جماعت کے لیے حوالہ کے طور پر شائع کی گئی ہیں۔

☆☆☆☆

قبر والے سنتے، سمجھتے، دیکھتے، جواب دیتے ہیں

محبوب ملت محب الرضا مولانا محمد محبوب علی خان قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

۱) شہر نذر آباد معروف بہ نندر بار ضلع خاندیش محلہ کھٹکی جہاں ہمارا بسیرا ہے جس کے پاس ہی ایک مسجد ہے جو شاہ داول مسجد کہلاتی ہے۔ جس میں کلام پاک کے بہت بڑے نسخے ہیں۔ جن میں زیر بحث ایک نسخہ موسوم ''قرآن معظم'' کسی دو ترجمہ والا، ترجمہ اول رئیس الفقہاء والمحدثین حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی سے۔ ''ترجمہ دوم، اشرف علی تھانوی سے منسوب ہے۔

علاوہ ''قرآن معظم'' محشی گیارہ سطری صفحات ۸۵۳ باہتمام سیفی فقیہ برادران، مالکان کتب خانہ تاج آفس، محمد علی روڈ، پوسٹ بکس ۳۰۵۸ بمبئی، ۴ کا طبع شدہ دوسرا ایڈیشن ۱۹۶۱ء پرنٹر پبلشر محمد ایوب سیفی مطبوعہ تاج آرٹ پریس بلاسس روڈ بمبئی نمبر ۸، کا ہے۔ ٹائٹل ورق پر لکھا گیا ہے ''قرآن معظم'' دو ترجمہ مکمل تفسیر ۵۵۵ خوبیوں والا۔

آمدم برسر مطلب متذکرہ قرآن معظم کے صفحہ ۱۵۳ کا پہلا رخ گیارہویں سطر چھٹا پارہ کا آخری لفظ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ پر ختم ہوا ہے بعد ازاں صفحہ ۱۵۳ کا دوسرا رُخ صفحہ ۱۵۴ کا آغاز۔ ساتواں پارہ وَاِذَا سَمِعُوْا سے ہونا چاہئے تھا لیکن اس کے برعکس صفحہ ۳۵۶ دیا گیا۔ علاوہ ازیں بجائے وَاِذَا سَمِعُوْا کے بارھویں پارہ سورۃ یوسف میں سے لفظ فما حصدتم سے تاوقال لفتیہ شامل کیا گیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ سورۃ المائدۃ میں واذا سمعوا سے تاوعملوا الصلحت کل گیارہ آیات غائب ہیں اور بعوض ان کے سورۃ یوسف کو شامل کیا گیا ہے۔

چونکہ آپ کا ادارہ خیال ناقص میں خصوصاً امور دینیہ سے متعلق ہے والہذا آپ کو اطلاع

کرانا فریضہ اہم گردانتے ہوئے مطلع کیا جا رہا ہے تاکہ ایسا انتظام ہو جائے جس سے عوام بر بنائے لاعلمی قرآن غلط خوانی سے بچیں۔ آپ میرے موافق الرائے ضرور ہونگے کہ آپ کا مستحسن اقدام بے معنی نہ ہوگا۔ بلکہ عند اللہ ضرور ماجور ہوں گے۔

۲) اسی قرآن معظم میں زیر آیت سورۃ روم فَاِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدعاء۔ حاشیہ مندرجہ ہے جس کا اقتباس ملاحظہ ہو۔ ''جنگ بدر کے مردوں کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی بات سننے کی قوت عطا کی تھی اور منکر نکیر کے سوال کے وقت سب مردے بات سنتے رہے۔ ان دو مخصوص حالات کے سوائے کوئی مردہ نہیں سنتا۔ حضرت عائشہ، جمہور صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے۔ مگر ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام مردے بات سنتے ہیں۔ امام شافعی نے ان کا قول اختیار فرمایا حوالہ بخاری، ابن کثیر، خازن وغیرہ''۔

امر دریافت طلب یہ کہ آیا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب شدہ قول صحیح ہے؟

۳) اسی قرآن معظم میں سورۃ النساء آیت اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر کا معنی ترجمہ اول میں جو شاہ رفیع الدین سے منسوب ہے ''صاحبوں حکم کے'' کا لکھا گیا ہے۔ لیکن ترجمہ دوم میں جو تھانوی صاحب سے منسوب ہے ''اہل حکومت'' لکھا گیا ہے۔

دوسری جگہ اسی سورۃ النساء کی آیت وَلَوْ رَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰی اُولِی الْاَمْرِ میں لفظ اولی الامر کا معنی ''جو ان میں سے ایسے امور کو سمجھتے ہیں'' لکھا گیا ہے۔ حالانکہ اسی لفظ کا معنی ایک جگہ اہل حکومت، خود تھانوی صاحب نے لکھا ہے، غرض اس سلسلہ میں وضاحت مطلوب اس لئے کہ ہم کس معنی کو مناسب تصور کریں؟

۴) اسی سورۃ النساء کی آیت لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا کُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْکِحُوْهُنَّ میں لفظ ترغبون کا معنی ترجمہ اول میں لکھا گیا ہے۔ ''رغبت کرتے ہوئے'' لیکن اس لفظ کا معنی

ترجمہ دوم میں لکھا گیا ہے ''نفرت کرتے ہوئے'' چونکہ دونوں میں قطعی تضاد پایا جاتا ہے نیز یہ تشریح امر طلب ہے۔

۵) اسی قرآن معظم میں سورۃ بقر وما اھل۔ کا معنی ترجمہ اولیٰ میں لکھا گیا ہے ''پکارا جائے'' لیکن ترجمہ دوم جو تھانوی صاحب کا ہے اس کا معنی لکھا گیا ہے ''نامزد کیا جائیگا'' محتاج تشریح اس امر کی کہ دونوں کا مدعا ایک ہے۔ الغرض مطلوبہ جوابات کے لئے جوابی ڈاک لفافہ ملفوف ہذا ارسال خدمت گرامی ہے۔

الجواب: ۷۸۶/۹۲۔اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔

(۱) اس قدر غلط چھپا ہوا قرآنِ عظیم جب آپ نے دیکھا تو فوراً تاج آفس بمبئی کو مطلع کرنا چاہئے۔ تاکہ وہ اس کی درستی کریں اور غلط قرآن مجید شائع نہ کریں۔ آج دور فتن میں بہت لوگ ہیں جو قرآن عظیم سے غلط مفاد حاصل کر رہے ہیں اور بعض قرآنِ حکیم کو گمراہ گری کا آلہ بنائے ہوئے ہیں ان میں وہابی غیر مقلد، وہابی دیوبندی، وہابی ندوی، وہابی الیاسی، وہابی مودودی، وہابی، خاکساری، کفوری، خارجی، قادیانی اور نیچری پیش پیش ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کے مکر و شر سے سنیوں کو محفوظ رکھے۔ ان کی گمراہ گری سے خبردار ہونے کے لئے کتاب مستطاب ''النجوم الشہابیہ'' کو دیکھئے آپ فوراً تاج آفس کو لکھئے اور زوردار الفاظ میں لکھئے۔ بلکہ چند مسلمانوں کو اور بتا کر متفقہ طور پر لکھئے اور وہ ضرور اس کو واپس لے لے گا ورنہ پھر اخبارات کے ذریعے مسلمانوں کو خبردار کر دیجئے۔ انشاءاللہ تعالیٰ کامیابی ہوگی۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

جواب ۲: انک لا تسمع الموتٰی کا وہ مطلب لینا جو آپ نے وہابی دیوبندی ترجمہ اور حاشیہ سے نقل کیا ہے قطعاً غلط ہے اور اس کی تغلیط خود قرآن عظیم فرما رہا ہے اور اسی کے بعد والی آیت میں فرما رہا ہے اور یہ دونوں آیتیں قرآن مجید میں دو جگہ ہیں۔ اول سورۃ نمل پارہ ۲۰، پھر سورۃ روم پارہ ۲۱ میں فرماتا ہے انک لا تسمع الموتٰی ولا تسمِعُ الصُمَّ الدُّعَاءَ اِذَا وَلَّوْا

مُدْبِرِیْنَ ۝ وَمَا اَنْتَ بِھٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِھِمْ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَھُمْ مُسْلِمُوْنَ ۝ تھانوی جی نے ترجمہ لکھا کہ ''آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو اپنی آواز سنا سکتے جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر چل دیں۔ اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے بچا کر راستہ دکھانے والے ہیں آپ تو صرف ان ہی کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کا یقین رکھتے ہیں اور پھر وہ مانتے بھی ہیں'' ذرا غور فرمائے کہ وہی تھانوی جی ہیں جو پہلی آیت کا ترجمہ یہ لکھ رہے ہیں کہ ''آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے'' اور دوسری آیت کے ترجمہ میں وہی تھانوی جی یہ لکھ رہے ہیں کہ ''آپ تو صرف انہیں کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کا یقین رکھتے ہیں''۔ آخر یہ کیا اول میں سنانے کی نفی اور ثانی میں اثبات ہے، قرآنِ عظیم میں جو یقیناً خدا تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اس میں یہ اختلاف کیسا؟ حالانکہ کلام الٰہی میں اختلاف نہیں۔ خود ارشاد فرماتا ہے لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ۔ اب اگر وہابیوں، دیوبندیوں، طبلیوں، مودودیوں کا عقیدہ مذکورہ سوال مانا جائے اور یہ نفی و اثبات اسی معنیٰ میں برقرار رہیں تو قرآن مجید کو خدا تعالیٰ کے کلام سے معاذ اللہ خارج کرنا پڑے گا اور کافر مرتد جہنم کا مستحق بننا ہوگا۔ فلھذا رفع اختلافا (پس اختلاف کو ہٹانے کے لئے) نفی و اثبات اشد ضروری ہے اور یہ اختلاف وہابی دیوبندی عقیدہ کو مان کر ہرگز ہرگز مرتفع نہیں ہو سکتا۔ تو ماننا پڑے گا کہ سماع کی نفی نہیں بلکہ سماع قبول کی نفی ہے اور سماع اور سماع قبول میں بڑا فرق ہے۔ دیکھئے والدین واستاذ و مُعلم بچوں سے کہتے ہیں ''سنتا نہیں'' سماعت نہیں کرتا حالانکہ وہ بچے سننے والے ہوتے ہیں تو نفی سماع قبول کی ہوتی ہے۔ پس آیت مبارکہ میں مردوں سے مراد کفار مردہ دل ہیں جن کے دل مر چکے اور وہ آپ کی نصیحت کو قبول نہیں کرتے اور ان کے مقابل ایمان والے زندہ دلوں کو تذکرہ فرمایا۔ تو تھانوی جی کے ترجمہ سے ہی یہ حاشیہ وہابیت نواز غلط و باطل ہوگیا فالحمدللہ رب العٰلمین ۔ ثانیاً۔ یا یوں سمجھئے کہ رب تبارک وتعالیٰ حضور محبوب خدا سرور انبیاء، حبیب کبریا محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلاموں، نیازمندوں کو شرک کے شائبہ سے بھی دور و نفور اور پاک

رکھنا چاہتا ہے کہ وہ کسی ابوجہلی کے بہکانے سے یہ نہ کہنے لگے کہ ہاں ہاں رسول اللہ ﷺ بالذات یعنی اپنی ذات سے یا خود بخود سناتے اور سنا سکتے ہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں ایمانداروں کو ایک جگہ سماع بالذات کی نفی فرما کر اس کے متصل ہی سماع بالعطاء کا اثبات بیان فرما کر تعلیم فرمایا کہ مسلمانان اہل سنت یہ عقیدہ رکھیں کہ حضور اقدس سید المرسلین ﷺ کی صفات مبارکہ وافعال واقوال سب اللہ کی عطا اور بخشش سے ہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ اعظم ومحبوب مکرم ہیں وہ معطی ہے اس نے اپنے محبوب کو قاسم بنایا وہ جسم وجسمانیت سے پاک اور منزہ اور اپنے پیارے کو جسم اقدس بخشا تو بے سایہ لیس لہ ظل لا فی شمس ولا فی القمر ولا سمیع و بصر و خبیر ہے۔ اس نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو سامع ومسمع ومخبر بنایا اور فرمایا فجعلنہ سمیعا بصیرا ۔ اور فرمایا ان تسمع الا من یؤمن بایتنا اور فرمایا وما ھو علی الغیب بضنین ۔ تو ذاتی کی نفی اور عطائی اسماع کا اثبات ہے فالحمدللہ حمداً کثیراً ۔ ثالثاً اب آپ وہ کثیر در کثیر حدیثیں یاد کیجئے جو صحاح ستہ میں مذکور ہیں، بیان زیارت قبور میں کہ جب مسلمان کی قبر کی زیارت کو جاؤ تو یوں کہو السلام علیکم یااھل القبور یغفر اللہ لنا ولکم وانا انشاء اللہ بکم لاحقون یااھل الدیارِ قوم مومنین اور سلام علیکم اھل الدیارِ من المومنین والمسلمین۔ ترجمہ ”سلامتی ہو تم پر اے قبروں والو! اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری بخشش کرے اور ہم انشاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں اے مومن قوم کے دیار والو اور سلامتی ہو تم پر مومنوں اور مسلمانوں کے دیار والو“۔ وغیرہا یہ حدیثیں مختلف الفاظ میں وارد ہیں اور ان میں کم ضمیر خطاب اور یا حرفِ ندا موجود ہے تو یہ خطاب و ندا غیر سامعین کو کیونکر وارد ہے۔ معلوم ہوا کہ اہل قبور سنتے اور دیکھتے اور پہچانتے ہیں اور وہابی دھرم غلط وباطل ہے۔ رابعاً ابن عبدالبر نے سند صحیح کے ساتھ ”استذکار“ میں روایت کی عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ ﷺ مَا مَنْ اَحَدٍ یمر بقبر اخیہ المومن کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ السلام ۔ ترجمہ ”یعنی جو مسلمان اپنے

مسلمان بھائی کی قبر پر گزرتا ہے جس کو دنیا میں پہچانتا تھا پھر اس کو سلام کرتا ہے تو وہ قبر والا اس کو پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے“۔ سبحان اللہ حدیث پاک صاف فرما رہی ہے کہ قبر والا جانے پہچانے کو قبر میں رہ کر بھی پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے اور وہابی وہ کہتا ہے جو سوال میں مذکور ہے تو ثابت ہوا کہ وہابی مذہب جھوٹا ہے جو قرآن وحدیث کے خلاف بتاتا اور سکھاتا ہے اور امام بیہقی نے ”شعب الایمان“ میں محمد بن واسع سے روایت کی قال بلغنی ان الموتی یعلمون بزوارھم ۔ ترجمہ: ”کہ یقیناً قبر والے اپنے زائرین وواردین، صادرین کو جانتے پہچانتے ہیں“۔ فالحمدللہ۔ ابن تیمیہ کے شاگرد و جانشین ابن قیم نے حدیث ما من احد لکھ کر کتاب الروح میں لکھا ہے فھذا نص فی انہ یعرفہ بعینہ ویرد علیہ السلام۔ ترجمہ ”یہ حدیث اس کی دلیل قوی ہے کہ قبر والا اپنے زائر کو خوب پہچانتا اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے“ اور یہی ابن قیم کتاب الروح صفحہ ۵ میں حدیث شریف السلام علیکم دار قوم مومنین لکھ کر کہتا ہے وھذا خطاب لمن یسمع ویعقل ولولا ذلک لکان ھذا الخطاب بمنزلۃ خطاب المعدوم والجماد ترجمہ ”یہ خطاب وندا اس کو ہے جو سنتا اور عقل رکھتا ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو یہ خطاب بمنزلہ خطاب معدوم وجماد کے ہے“[1]۔ (کتاب الروح مترجم، صفحہ ۳۹، مطبوعہ نفیس اکیڈمی، کراچی)۔ دیکھئے وہابی غیر مقلدوں، دیوبندیوں، ندویوں، مودودیوں، الیاسی طبلیوں ساروں کا پیشوا یہ کہہ رہا ہے۔ فالحمدللہ پھر اسی ”کتاب الروح“ میں ابن قیم لکھتا ہے والسلف مجمعون علی ھذا وقد تواترت الاثار عنھم بان المیت یعرف زیارۃ الحی لہ ویستبشر بہ، ترجمہ ”اگلے بزرگوں ائمہ دین کا اس پر اجماع ہے اور یقیناً ان کے آثار اس مسئلہ میں تواتر یعنی قطع ویقین کی پہنچے ہیں کہ بیشک مردہ اپنی زیارت کرنیوالے کو پہچانتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے“ (کتاب الروح صفحہ ۳۹، مطبوعہ نفیس اکیڈمی، کراچی) اور ابن قیم نے اسی کتاب الروح میں حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث لکھی کہ حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

---

[1] نیز یہی بات کتاب الروح صفحہ 51,52، مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی میں بھی لکھی ہے۔ (ہیثم رضوی)

مامن رجل یزور قبر اخیه ویجلس عنده الا استانس به ورد السلام حتی یقوم ترجمہ ''جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی قبر کی زیارت کو جاتا ہے اور قبر کے پاس بیٹھتا ہے تو قبر والا اس سے خوش ہوتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے'' (کتاب الروح مترجم، صفحہ ۴۰، مطبوعہ نفیس اکیڈمی، کراچی)۔ ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مردہ سامع ہے، بصیر ہے، عالم ہے، عارف ہے مجیب سلام ہے اور پہچانتے ہوئے زائرین سے خوش ہوتا ہے اور یہی عقیدہ ابن قیم نے (کتاب الروح) صفحہ ۵ میں لکھا ہے تو ابن قیم کے نزدیک بھی وہابی دیوبندی ندوی مودودی جھوٹے اور باطل پرست ہیں اور پھر صفحہ ۸ میں ابن قیم نے لکھا وهذا السلام والخطاب والنداء لموجود یسمع ویخاطب ویعقل ویرد ان لم یسمع المسلم الرد واذا صلی الرجل قریبا منهم شاهدوه وعلموا صلاته وغبطوه علی ذلک ترجمہ: ''اور یہ سلام اور مردوں کو خطاب کرنا اور ندا کرنا پکارنا اس بات پر دلیل ہے کہ مردہ موجود بھی ہے اور سنتا بھی ہے اور مخاطب بھی ہوتا ہے اور سمجھدار عاقل بھی ہے اور سلام کا جواب بھی دیتا ہے اگرچہ مسلم زائر اس کا جواب (سنے اور جب کوئی مسلمان قبروں کے نزدیک نماز پڑھتا ہے تو مردے اس کو دیکھتے ہیں اور اس کی نماز سے خبردار ہوتے ہیں اور اس پر غبطہ (رشک) کرتے ہیں'' (کتاب الروح مترجم، صفحہ ۴۴، مطبوعہ نفیس اکیڈمی، کراچی)۔ دیکھئے پیشوائے وہابیہ کیا لکھ رہا ہے اور چیلے کیا لکھ رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ وہابی دیوبندی، مودودی، ندوی خود اپنے پیشواؤں کے مذہب اور ان کی کتابوں سے بھی جاہل ہیں۔ ان جاہلوں کو قرآن عظیم کا ترجمہ کرنا ہی حرام ہے۔ مترجمین وہابیہ دیوبندیہ کی جہالت یہی ہے کہ قرآن کے ترجموں میں انہوں نے خدا تعالیٰ کو ٹھٹھا کرنے والا ہنسی کرنے والا، مکر کرنے والا، بھولنے والا، دغا کرنے والا، فریب کرنے والا، دھوکہ دینے والا، آسمان پر چڑھنے والا، عرش پر بیٹھنے والا، چال چلنے داؤں کرنے والا لکھ دیا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو خدا کا نافرمان اور گنہگار اور گمراہ لکھ دیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو کھلا ہوا گمراہ، پرانا خبطی، پرانا دھمی لکھ دیا اور حضرت سیدنا یوسف علیہ

السلام کو زنا جیسے قبیح و شنیع فعل پر آمادہ ہونے والا لکھ دیا۔ اور رسولوں کو اللہ کی رحمت سے اس کی نصرت سے ناامید لکھ دیا اور حضور سید المرسلین ﷺ کو گنہگار، قصوروار، خطاکار، گمراہ، بے راہ جھکا ہوا اور ایمان سے ناواقف و بے خبر لکھ دیا۔ خیال فرمایئے کہ جو ایمان سے واقف ہی نہیں وہ مومن ایماندار کیسے ہوگا۔ اور جو مومن نہیں وہ کون ہے۔ تو فرمایئے کہ ان مترجمین نے حضور اکرم ﷺ کو معاذ اللہ کیا لکھا کیا ان ترجموں میں اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدس رسولوں کی توہین و تنقیص نہیں؟ کیا اتنی شدید اشد ترین توہینیں لکھ کر اور شائع کرا کر بھی یہ مترجمین وہابیہ، دیوبندیہ، ندویہ، مودودیہ، کافر، خارج اسلام اور جہنم کے حقدار نہ ہوں گے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب ''النجوم الشہابیہ''۔ قیودِ شرعیہ سے یہ آزاد مترجمین جو چاہتے ہیں بے دھڑک لکھتے اور چھپاتے ہیں اور مسلمانوں کے دین و ایمان کو تباہ و برباد کرتے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اور دو وقت کے سننے کا استثناء ان وہابیوں کا من گھڑت ہے مسلمانوں کو ان سے بچنا اور حق کو پہچان کر حق کے ساتھ ہونا چاہئے۔ اور ''کتاب الروح'' صفحہ ۴۵ میں ابن قیم نے لکھا اما قوله تعالی وما انت بمسمع من فی القبور فسیاق الایة یدل علی ان المراد منها ان الکافر المیت القلب لا تقدر علی اسماعه سماعا ینتفع به کما ان من فی القبور لا تقدر علی اسماعهم اسماعا ینتفعون به ولم یرد سبحنه ان اصحاب القبور لا یسمعون شیئا کیف وقد اخبر النبی ﷺ انهم یسمعون خفق نعال المشیعین واخبر ان قتلی بدر سمعوا کلامه وخطابه وشرع السلام علیهم بصیغة الخطاب للحاضر الذی یسمع واخبر ان من سلم علی اخیه المومن رد علیه السلام ترجمہ: ''لیکن رب کریم جل جلالہٗ کا ارشاد وما انت بمسمع من فی القبور تو سیاقِ آیت اس پر دلیل ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ کفار مردہ دل ہیں ان کو آپ ایسا نہیں سنا سکتے جس سے وہ نفع حاصل کریں جس طرح قبر والے آپ کے ارشاد سے منتفع نہیں ہو سکتے کہ منتفع ہونے کا وقت موت سے پہلے تھا کہ اس وقت ایمان لاتے اور منتفع ہوتے

وہ وقت گزر گیا۔ اور اس آیت سے رب تعالیٰ نے یہ ارادہ نہیں فرمایا کہ قبر والے سنتے ہی نہیں اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ یقیناً حضور اکرم ﷺ نے خبردار فرمایا ہے کہ قبر والے جنازے سے واپس ہونے والوں کی جوتیوں کے کھس کھساہٹ کو سنتے ہیں (یعنی ان کی قوت سماع اتنی تیز ہوتی جاتی ہے) اور یہ خبر دی کہ مقتولین بدر نے آپ کا کلام و خطاب سنا اور حضور اقدس ﷺ نے زیارتِ قبور کا قاعدہ مقرر فرمایا کہ انہیں سلام کیا جائے خطاب کے صیغہ سے جو ایسے حاضر کے لئے ہے جو سنتا ہے اور حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان اپنے مردہ مومن بھائی کو سلام کرتا ہے تو وہ اسکے سلام کا جواب دیتا ہے اور یہ لکھ کر ابن قیم نے لکھا ھذہ الایۃ نظیر قولہ انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعا (کتاب الروح مترجم صفحہ ۱۰۲، ۱۰۳، مطبوعہ نفیس اکیڈمی، کراچی) دیکھئے آپ کی پیش کردہ آیت کا ہی مطلب ابن قیم نے لکھ دیا۔ بہرحال مترجمین وہابیہ جھوٹے ہیں۔ فلعنۃ اللہ علی الکذبین۔

حضرت سیدنا امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بارگاہِ نبوی میں عرض کرتے ہیں۔

یا سید السادات جتک قاصدا

ارجو رضاک واحمی بحماک

ترجمہ ”اے سروران کے سرور اے افسروں کے افسر میں آپ کے حضور اس قصد سے متوجہ ہوا کہ حضور اپنی رضا اور اپنی حمایت میں مجھ کو رکھیں“۔ اس مسئلہ کی تفصیل و توضیح حضور پرنور مرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت مجدد اعظم، قبلہ عالم، شیخ الاسلام والمسلمین، رأس العلماء الراسخین، مولانا الشاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں قادری برکاتی آل رسولی فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کامل النصاب ”حیات الموات فی سماع الاموات“ (مطبوعہ نظامیہ فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، لاہور) میں دیکھئے۔ اب مردہ دل وہابیوں کے چند واقعات سنئے اور غور فرمایئے کہ وہابی

خود اپنے پرکھوں کو کیسے مانتے ہیں۔ (۱) کتاب الروح صفحہ ۳۴ میں ابن قیم نے لکھا کہ ”بہت لوگوں نے بیان کیا کہ ابن تیمیہ کے مرنے کے بعد ابن تیمیہ کو خواب میں دیکھا تو ابن تیمیہ سے فرائض کے دشوار سوالات پوچھے اور اور مسئلے بھی پوچھے تو اس نے صحیح صحیح جوابات دیئے“ (کتاب الروح مترجم، صفحہ ۸۳، مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)۔ دیکھئے مرنے کے بعد سامع بھی ہے متکلم بھی ہے مجیب بھی ہے عاقل بھی فہیم بھی ہے اور مصیب بھی مان رہا ہے۔ اور کسی وہابی نے آج تک اس کا رد و انکار نہیں کیا۔ کیونکہ اس سے اپنے پرکھے سیانے کی بڑائی بکھانی ہے۔ (۲) اور ارواح ثلاثہ، صفحہ ۳۲۲ حکایت نمبر ۳۶۶ میں ہے کہ ”مولوی معین الدین صاحب حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی صدر مدرس دیوبند کے بڑے صاحبزادے تھے وہ حضرت مولانا کی ایک کرامت جو بعد وفات واقع ہوئی بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ ہمارے نانوتہ میں جاڑے بخار کی کثرت ہوئی۔ سو جو شخص مولانا کی قبر کی مٹی لے جا کر باندھ لیتا اسے ہی آرام ہو جاتا۔ پس اس کثرت سے مٹی لے گئے کہ جب بھی قبر پر مٹی ڈلواؤں تب ہی ختم۔ کئی مرتبہ ڈال چکا۔ پریشان ہو کر ایک دفعہ میں نے مولانا کی قبر پر جا کر کہا کہ آپ کی تو کرامت ہوئی اور ہماری مصیبت ہو گئی۔ یاد رکھو کہ اگر اب کی کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے ایسے ہی پڑے رہیو۔ لوگ جوتے پہنے تمہارے اوپر ایسے ہی چلیں گے۔ بس اسی دن سے کسی کو آرام نہ ہوا جیسے شہرت آرام کی ہو گئی تھی ویسے ہی یہ شہرت ہو گئی کہ اب آرام نہیں ہوتا۔ پھر لوگوں نے مٹی لے جانا بند کر دیا“ دیکھئے دیوبند کے پہلے صدر مدرس کی قبر ہے اور صدر مدرس کا بیٹا مولوی کھڑا ہوا کہہ رہا ہے ”یاد رکھو ابا کہ اگر اب کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے۔ ایسے ہی پڑے رہیو“ دیکھئے دیوبندی مولوی کا عقیدہ ہے کہ مردہ سنتا ہے اور سمجھتا ہے اور لوگوں کو اچھا کرتا ہے۔ شفا دیتا ہے، اور چاہے تو اچھا نہ کرے۔ تو اپنے پرکھے کی بڑائی کی تو یہ سب جائز اور شیرِ مادر ہو گیا۔ اور حاشیہ قرآن میں وہ زہر ہو گیا۔ پھر یہ کہ اپنے مذہب سے بھی جاہل اور وہابی دھرم کی لال کتاب تقویۃ الایمان سے بھی جاہل ہوئے کہ اس میں

اس عقیدہ والے کو ابو جہل کے برابر مشرک لکھا ہے اور پھر تصریح کی ہے کہ خواہ یہ عقیدہ رکھے کہ یہ قدرت ان کو خود بخود ہے یا یہ عقیدہ رکھے کہ خدا کے دیئے سے ہر طرح شرک ہے۔ بہر حال اس عقیدہ والا تقویۃ الایمان کے فتوے اور وہابی دھرم میں مشرک ہے مگر یہ شرک وہابیہ، دیو بندیہ کے یہاں جائز ہے۔ (۳) اور اسی ارواح ثلثہ صفحہ ۲۰۲، ۲۰۳ میں ہے کہ ''ایک صاحب کشف حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گئے۔ بعد فاتحہ کہنے لگے کہ بھائی یہ کون بزرگ ہیں بڑے دل لگی باز ہیں۔ جب میں فاتحہ پڑھنے لگا تو فرمانے لگے جاؤ فاتحہ کسی مردے پر پڑھو۔ یہاں زندوں پر فاتحہ پڑھنے آئے ہو۔ یہ دیکھئے قبر والے سامع، عاقل، متکلم، عارف، عالم تو تھے ہی۔ اب معلوم ہوا کہ وہ دل لگی باز بھی ہوتے ہیں۔ مگر کہنا یہ ہے کہ یہاں تو یہ جائز ہے اور حاشیہ قرآن مجید میں یہ غلط و باطل ہے۔ تو ان برطانوی پٹھوؤں وہابیوں اور دیو بندیوں کی کس بات کو مانا جائے۔ ایک طرف تقویۃ الایمان اور براہین قاطعہ اور تحذیر الناس اور فوٹو فتویٰ گنگوہی[1] وغیرہا کے کفریات قطعیہ یقینیہ ہیں اور دوسری طرف سنیوں کو بہکانے کے لئے ''المہند'' کی چالبازیاں ہیں جن کو معلوم کرنے کے لئے رسالہ ''قبائح حفظ الایمان والمہند'' کو دیکھئے۔ ہاں اب برٹش کے پولیٹیکل ایجنٹ جناب مولوی اسماعیل مصنف تقویۃ الایمان کی دورخی یعنی تقویۃ الایمان کے خلاف خود ان کی ہی زبان سے سنئے۔ یہ ان کی کتاب صراط مستقیم (فارسی) ہے ص ۳۲ میں لکھا ہے کہ

''بالجملہ ائمہ دیں طریق واکابر ایں فریق در زمرہ ملائکہ مدبرات الامر کہ در تدبیر امور از جانب ملاء اعلیٰ ملہم شدہ در اجرائے آں میکوشند معدود اند پس احوال ایں کرام بر احوال ملائکہ عظام قیاس باید کرد۔ ترجمہ ''خلاصہء کلام یہ کہ اس گروہ کے اکابر و اعاظم مدبرات، امر فرشتوں میں جو دنیا کی تدبیر امور میں خدا تعالیٰ کی جانب سے ملہم ہوتے اور اس الہام کے موافق کرنے میں کوشش کرتے ہیں ان فرشتوں میں یہ حضرات شمار ہیں تو ان حضرات کے حالات کو فرشتگان ذی مرتبہ کے احوال

[1] یہ رشید احمد گنگوہی دیو بندی کے اس فتوے کی فوٹو کا ذکر ہے جس میں رشید گنگوہی دیو بندی نے وقوع کذب کا کھلے لفظوں میں اقرار کیا۔ (رضوی)

پر قیاس کرنا چاہئے'' (صراط مستقیم اردو، صفحہ ۴۶، مطبوعہ ادارہ نشریات اسلام، اردو بازار لاہور)۔ یہاں پیر پرستی کے جذبہ میں امام الوہابیہ ہند نے تقویۃ الایمان کو الٹی چھری سے ذبح کرایا۔ مگر تقویۃ الایمان برابر فتویٰ دے رہی ہے کہ اس عقیدہ والا مشرک ہے اور صراط مستقیم کا یہ عقیدہ شرک اور غلط و باطل ہے نیز اسی صراط مستقیم (فارسی) ص ۱۰۱ میں لکھا ہے کہ ''اصحاب ایں مراتب عالیہ و ارباب ایں مناصب رفیعہ ماذونِ مطلق در تصرفِ عالم مثال و شہادت میباشند ایں کبارِ اولی الایدی والابصار را میرسد کہ تمامی کلیات را بسوئے خود نسبت نمایند مثلاً ایشاں را میرسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ماست۔ ترجمہ: ''یہ بلند و بالا مراتب و مناصب والے حضرات مادون مطلق اذن عام پائے ہوئے مختار مطلق ہیں تصرف کرنے میں عالم مثال اور عالم شہادت میں ان حضرات صاحبانِ قوت و اختیار کو حق ہے کہ تمام کلیات کو خود اپنی طرف نسبت فرمائیں۔ مثلاً انہیں حق ہے کہ فرمائیں کہ فرش سے عرش تک ہماری سلطنت و حکومت ہے'' (صراط مستقیم اردو، صفحہ ۱۳۹، مطبوعہ ادارہ نشریات اسلام، لاہور)۔ دیکھئے تقویۃ الایمان کے کثیر در کثیر فتوؤں سے یہ عقیدہ شرک اور دہلوی مشرک و مشرک گر اور اس عبارت امام الوہابیہ ہند سے تقویۃ الایمان غلط و باطل و معلم شرک اور ملیا میٹ یہ ہے وہابیت و دیو بندیت وندویت و مودودیت والیاسیت، ان عبارتوں سے بھی قبر والے سامع، عالم، عارف، عاقل، بصیر، فاعل مختارِ صاحب اختیار، اہل اقتدار مختارِ مطلق ہوئے۔ فالحمد لله رب العلمين اور اسی صراط مستقیم (فارسی) صفحہ ۵۸ مطبوعہ مجتبائی دہلی میں ہے کہ وہ ''حضرت مرتضیٰ علی را یکنوع تفضیل بر حضراتِ شیخین ہم ثابت است وآں تفضیل بجہت کثرتِ اتباع ایشاں وساطت مقاماتِ ولایت بل سائر خدمات است مثل قطبیت و غوثیت و ابدالیت وغیر ہا ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت علی مرتضیٰ تا انقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشان است و در سلطنت سلاطین و امارت امرا ہم ہمت ایشاں راہ خلے است کہ بر سیاحین عالم ملکوت مخفی نیست''۔ ترجمہ ''حضرت سیدنا مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر بھی ایک قسم کی

فضیلت حاصل ہے اور وہ فضیلت اس طرح کہ آپ کے متبعین بہت ہیں اور مقامات ولایت میں آپ واسطہ و وسیلہ ہیں بلکہ تمام مقامات و خدمات میں واسطہ ہیں جیسے قطبیت و غوثیت و ابدالیت یعنی غیر قطب و قطب بنانا اور جو غوث نہ ہو اس کو غوث بنانا اور غیر ابدال کو بدل بنانا اور نقیب بنانا۔ نجیب بنانا نخیب بنانا اور ایسے ہی مراتب علیا دنیا تقسیم کرنا آپ کے زمانہ مبارک سے دنیا ختم ہونے تک یہ سب کام آپ کے سپرد ہیں اور سلطانوں کی سلطنت، بادشاہوں کی بادشاہت، حاکموں کی حکومت، رئیسوں کی ریاست، نوابوں کی نوابی، افسروں کی افسری، سروروں کی سروری میں بھی آپ کو اختیار ہے جس کو چاہیں دیں اور جس سے چاہیں چھین لیں۔ اور یہ بات اطبائے کرام سے چھپی ہوئی نہیں ہے" (صراط مستقیم اردو، صفحہ ۸۰، مطبوعہ ادارہ نشریات اسلام، لاہور)۔

فرمایئے امام الوہابیہ کا یہ قول "تقویۃ الایمان" کے فتووں سے کتنے شرکیات کا مجموعہ ہے؟۔ مگر یہ معلوم ہوگیا کہ قبر والے سامع، علیم، عقیل، فہیم، متکلم، مجیب، متصرف ہوتے ہیں۔ اور بعض کی قوتیں تو اتنی بڑھ جاتی ہیں کہ وہ مدبرات امر فرشتوں میں شامل ہو کر تدبیر امور عالم میں تصرف کرتے ہیں اور اس کا کوئی وہابی غیر مقلد اور وہابی و دیوبندی انکار نہیں کر سکتا کیونکہ ان کے مستند نے لکھا ہے فالحمدللہ رب العالمین۔ اور یہ دیکھیے مرثیہ گنگوہیہ مصنفہ محمود حسن شیخ دیوبند میں گنگوہی کے مرنے کے بعد لکھا ہے

تو رحیم و ملک و بار ہے سَلِّمْ سَلِّمْ
ہم مظلوم اور زیاں کار ہیں اِرْحَمْ اِرْحَمْ

شیخ دیوبند نے لکھا اور پڑھا اور سارے کے سارے چھوٹے بڑے دیوبندی اس کو درست مان رہے ہیں اور اس میں خطاب بھی ہے اور سلامت رکھنے اور رحم کرنے کی درخواست بھی ہے۔ تو گنگوہی جی کو ان ساروں نے سامع، علیم، عقیل، فہیم، متصرف، سلامت رکھنے والا اور رحم کرنے والا مانا اور ضرور مانا۔ تو حاشیہ قرآن جو سوال میں مذکور ہے وہ غلط و باطل ثابت ہوگیا۔ ہاں تقویۃ

الایمان کے فتووں سے اس شعر کا لکھنے والا اور اس کو درست ماننے والے سارے کے سارے کافر مشرک مرتد ہوئے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم ﷺ۔

جواب ۳: دونوں ترجموں کا مطلب ایک ہی ہے کہ اہل حکومت ہے وہ صاحب حکم ہے اور جو صاحب حکم ہے وہ اہل حکومت ہے۔

جواب ۴: اس آیت کا ترجمہ دوم درست ہے اور آپ کی سمجھ کیلئے اس حدیث شریف کا ترجمہ کافی ہے کہ من رغب عن سنتی فلیس منی ترجمہ "جو میری سنت سے انکار کرے یا نفرت کرے وہ مجھ سے نہیں"۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم ﷺ۔

جواب ۵: وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰه کا ترجمہ صحیح یہ ہے "اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا" اور تراجم مذکورہ سوال کا مدعا ایک ہے اور وہ مدعا شریعت مطہرہ کے خلاف ہے۔ تھانوی جی تو وہابی گروہ کے پیشوا اور برٹش کے تنخواہ دار تھے ہی وہ جو چاہے لکھیں مگر شاہ صاحب کے ترجمہ میں وہابیوں، اسماعیلیوں نے کتربیونت کی اور اپنے وہابی دھرم اور "تقویۃ الایمان" کے مطابق بنایا۔ ورنہ شاہ صاحب کے والد جناب شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے "الفوز الکبیر" میں اس کا ترجمہ مَا ذُبِحَ لِلصَّنَمِ لکھا ہے ترجمہ "(وہ جانور) جو بتوں کے لئے ذبح کیا گیا"۔ تو شاہ صاحب اپنے والد کے مذہب و عقیدہ سے ناواقف و بے خبر نہیں ہو سکتے۔ یہ طواغیت وہابیہ نے ترجمہ کو بگاڑا ہے۔ شاہ صاحب اس سے بری ہیں اس مسئلہ کی تفصیل و توضیح فقیر کے رسالہ مبارکہ میں مسمیٰ بنام تاریخی، "اولیائے کرام کی نذر و نیاز" میں ملاحظہ فرمائیں اس میں خود مصنف تقویۃ الایمان برٹش کے پولیٹیکل ایجنٹ جناب اسماعیل دہلوی کی عبارات سے فقیر نے بڑے پیر کا مرغ اور گیارھویں کا بکرا جائز ہونے کا کھلا ثبوت پیش کیا ہے جس کے جواب سے وہابی دیوبندی، ندوی، مودودی، سارے کے سارے عاجز و ساکت و صامت و مجبور ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

جواہر پارے

وہابیہ، اسماعیلیہ، دیوبندیہ کے مختصر عقائد

﴿ابوالبرکات حضرت علامہ سید احمد قادری رضوی علیہ الرحمۃ﴾

حضرات اہل سنت و جماعت ہوشیار، ہوشیار عیار وہابیوں اور چالاک دیوبندیوں سے بچنے اور اپنے دین و مذہب کو محفوظ رکھنے کے لئے ان کے یہ مختصر عقائد فاسدہ اور خیالات باطلہ پیش نظر رکھو جو تمہاری واقفیت کے لئے صحیح حوالوں کے ساتھ نقل کئے جاتے ہیں، دیوبندی وہابیوں کی گمراہی پر عرب و عجم کے علمائے کرام فتویٰ دے چکے ہیں ان کے پیچھے نماز جائز نہیں نہ ان پر مسلمانوں کے احکام۔ دیکھو حسام الحرمین (مطبوعہ مطبع اہل سنت و جماعت بریلی)

عقیدہ 1: گنگوہی فتوے، فتاویٰ رشیدیہ جلد۱، صفحہ ۸ میں ہے۔ ''محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ہیں ان میں فساد آ گیا ہے اور عقائد سب کے متحد ہیں اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کا ہے'' (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ نمبر ۲۶۶، مطبوعہ محمد علی کارخانہ اسلامی کتب خانہ اردو بازار، کراچی)۔ مسلمانو خود انصاف کر لو کہ دیوبندی اور وہابی میں کیا فرق ہے جب کہ مفتی صاحب نے خود یہ فیصلہ کیا ہے۔ جو کہ علمائے دیوبند کے امام ربانی و قطب صمدانی ہیں۔

عقیدہ 2: مولود شریف، بدعت و منکر، قیام (میلاد)، کفر و شرک اور مثال کنہیا کی تعظیم کی ہے۔

عبارت: براہین قاطعہ صفحہ ۱۴۸ میں لکھا ہے کہ ''خود یہ مجلس (میلاد شریف) ہمارے زمانہ کی بدعت

و منکر ہے اور شرعاً کوئی صورت جواز اس کی نہیں ہو سکتی''۔ (براہین قاطعہ صفحہ 152، مطبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی)۔ بلفظہ اور اسی صفحہ میں لکھتے ہیں۔ ''الحاصل یہ قیام صورت اولیٰ میں بدعت و منکر اور دوسری صورت میں حرام و فسق اور تیسری صورت میں کفر و شرک چوتھی صورت میں ابتداع ہوا اور کبیرہ ہوتا ہے۔ پس کسی وجہ سے مشروع و جائز نہیں'' (براہین قاطعہ، صفحہ ۱۵۲، مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی) اور صفحہ ۲۳۳ میں لکھا ہے ''قیام مشابہ فعل ہنود کے ہی ہے۔ کہ وقت ولادت کنہیا کے ہنود بھی ولادت فرضی کر کے ایسی تعظیم کرتے ہیں''۔ (براہین قاطعہ، صفحہ ۲۳۳، مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی)

عقیدہ 3: امکان کذب۔ یعنی خدائے تعالیٰ کے جھوٹ بول دینے کو (معاذ اللہ) جائز اور ممکن سمجھا۔ عبارت: ''امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے خلف وعید یا جائز ہے یا نہیں'' (براہین قاطعہ مؤلفہ خلیل احمد انبیٹھوی، صفحہ ۶، مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی) اور رشید احمد گنگوہی نے وقوع کذب باری کے قائل کو ضال اور فاسق و کافر کہنے سے منع کیا اور وقوع کذب کے معنے درست ہونے کی تصریح کر دی اس کا مہری فتویٰ کتب خانہ بریلی میں موجود ہے اور اس کے فوٹو اکثر علماء اہل سنت کے پاس ہیں۔

عقیدہ 4: خدائے تعالیٰ کو بھی وہابیہ کے نزدیک غیب کا علم نہیں البتہ چاہے تو دریافت کر سکتا ہے۔

عبارت: ''سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ کسی ولی، نبی، جن، فرشتہ، پیر و شہید کو امام و امام زادے کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی''۔ (تقویۃ الایمان، صفحہ ۴۴، مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور)

عقیدہ 5: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بڑا بھائی کہنا۔ عبارت: پس اگر کسی نے بوجہ بنی ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا وہ تو خود نص کے موافق ہی کہتا ہے (براہین قاطعہ، صفحہ ۳)، تیسری عبارت: ''اولیاء، انبیاء، امام، امام زادے پیر و شہید، یعنی جتنے اللہ کے مقرب

بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی"۔ (تقویۃ الایمان، صفحہ ۹۲، مطبوعہ المکتبۃ السّلفیہ، لاہور)

عقیدہ 6: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے عمل کو امت سے کم بتانا۔ عبارت: "انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں"۔ (تحذیر الناس صفحہ ۵ مصنفہ قاسم نانوتوی دیوبندی، مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی)

عقیدہ 7: حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو شیطان سے کم جاننا۔ عبارت: "شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے۔ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔ (براہین قاطعہ ۵۵، مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی) دوسری عبارت: "اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ" (براہین قاطعہ، صفحہ ۵۶ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

عقیدہ 8: حضور اقدس ﷺ کے علم کو بچوں اور پاگلوں اور چوپایوں کے علم سے تشبیہ دینا والعیاذ باللہ۔ عبارت: "پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ مراد اس سے بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے"۔ (حفظ الایمان، مصنفہ اشرف علی تھانوی، صفحہ ۱۳، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی)

عقیدہ 9 مدرسہ دیوبند کے تعلق سے فخر عالم علیہ السلام کو اُردو بولنا آگیا۔ معاذ اللہ۔ عبارت: ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام

کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ جب سے علمائے دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔

(براہین قاطعہ، صفحہ ۳۰، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

عقیدہ 10: "ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے"۔ بلفظہ (تقویۃ الایمان، صفحہ ۳۵، مطبوعہ المکتبۃ السّلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور) ہم تو بڑا مخلوق انبیاء علیہم الصلوٰہ والسلام ہی کو جانتے ہیں۔ اگر وہابیہ بھی انہیں بڑا مخلوق کہتے ہیں جب تو یہ انبیاء کی کھلی توہین ہے اگر انہیں بڑا مخلوق نہیں کہتے تو کس کو بڑا مانتے ہیں۔ اس سے بنیاد دوسروں سے جھوٹے ٹھیرینگے یہ بھی توہین ہے۔

عقیدہ 11: تقویۃ الایمان میں جناب فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ان الفاظ میں افترا کیا ہے۔ عبارت: میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (تقویۃ الایمان، ص ۹۴، مطبوعہ المکتبۃ السّلفیہ، لاہور)

عقیدہ 12: نماز میں حضرت کی طرف خیال لے جانا اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے کئی درجہ بدتر ہے۔ (معاذ اللہ)۔ عبارت: وصرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو کہ جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است۔

(صراط مستقیم، صفحہ ۹۵، مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۸ھ)

ترجمہ عبارت: اور شیخ یا انہی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے۔ (صراط مستقیم اردو، صفحہ ۱۱۸، مطبوعہ ادارہ نشریات اسلام، اردو بازار، لاہور)

عقیدہ 13: دعویٰ رسالت۔ اشرف علی تھانوی کے ایک مرید نے اپنے خواب اور بیداری کا واقعہ ان لفظوں میں لکھا ہے۔ کہ کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول

پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ آپ کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے۔ کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ ﷺ کے اشرف علی نکل جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

مولوی اشرف علی صاحب کا جواب: اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ متبع سنت ہے۔ (شوال ۱۳۳۵ھ از رسالہ الامداد بابت صفر ۱۳۳۶ھ صفحہ ۳۵)

مسلمانو! آنکھیں کھولو بیدار ہو۔ رہزنوں کو پہچانو۔ اپنے ایمانوں کو بچاؤ وہابیہ دیوبندیہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین وتنقیص کے درپے ہیں اور اپنے آپ رسول بننا چاہتے ہیں۔ اب ان کی گمراہی اور بیدینی میں کیا کسر رہ گئی ہے۔

عقیدہ14: سیدتنا اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جناب میں گستاخی اور اہل بیت ونبوت ورسالت کی سخت شنیع توہین۔ عبارت: ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (اشرف علی تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میرا (اشرف علی کا) ذہن معاً اسی طرف منتقل ہوا (کہ کمسن عورت اس کے ہاتھ آئے گی) اس مناسبت سے کہ جب حضور ﷺ نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے"۔ (منقول از رسالہ الامداد صفر ۱۳۳۵ھ) مسلمانو! ہزار افسوس بے شمار افسوس اس چودھویں صدی کے دیوبندی حکیم الامت کو حضرت اُم المومنین صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ادب اور عظمت احترام بھی نہ رہا بے غیرت آدمی بھی اپنی ماں کو خواب میں دیکھ کر یہ تعبیر کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ کہ اس کی ایسی ہی سن وسال کی مرغوبہ سے شادی ہو جائے گی۔ ماں کے آنے کو جورو ملنے سے کوئی جاہل بھی تعبیر نہ کرے گا مولوی اشرف علی (تھانوی دیوبندی) کی غیرت وحمیت اس درجہ پر پہنچ گئی۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے غبار پائے ناقہ

مبارک پر ہماری ماؤں کی جانیں قربان۔ اللہ شرم دے۔ ایمان دے۔

عقیدہ15: مدد مانگنا اولیاء وانبیاء سے شرک ہے (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۱۲۳، مطبوعہ محمد علی کارخانہ اسلامی کتب، اردو بازار، کراچی) بلفظہ غیر اللہ سے مدد مانگنا اگرچہ ولی ہو یا نبی شرک ہے۔

عقیدہ17: یارسول اللہ کہنا کفر ہے۔ اگر سمجھے کہ آپ کی ذات سن لیتی ہے اگر یہ نہیں تو مشابہ بکفر ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۱۷۶، مطبوعہ محمد علی کارخانہ کتب، اردو بازار، کراچی)

عقیدہ18: چار مصلے جو مکہ معظمہ میں مقرر کئے ہیں لاریب یہ امر زبون ہے۔ الخ بلفظہ (سبیل الرشاد۔ رشید احمد گنگوہی)

نمونہ کے طور پر وہابیہ کی یہ چند خرافات لکھی گئیں تاکہ مسلمان اس سے پرہیز کریں۔ اپنے دین ومذہب کو محفوظ رکھیں ہر ایک حوالہ صحیح ہے اگر کوئی حوالہ غلط ثابت کردے تو فی غلطی سو روپیہ انعام ان ۱۹ خرافات کے سوا اور بہت سے خرافات موجود ہیں اور ان سب کا مطالعہ کرنا ہو تو ان کی تردید میں رسائل اہل سنت ملاحظہ کیجئے۔ ہر قسم کے مسائل کی کتابیں دفتر انجمن حزب الاحناف سے مل سکتی ہیں۔

عقیدہ19: تمام نذر ونیاز اور منتیں کرنے والے اور انبیاء اولیاء کو اپنا شفیع سمجھنے والے وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک ابوجہل کے برابر مشرک ہیں۔ عبارت: پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر ونیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا (بت پرستوں) کفر وشرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے۔ ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ الخ

(بلفظہ تقویۃ الایمان، صفحہ ۲۸، المکتبۃ السلفیہ، لاہور)

ایک غیر مقلدہ وہابیہ عورت کا پوری شریعت پر مزیدار عمل

صدر الشریعہ ابو العلاء محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

امام غیر مقلّداں مولوی نذیر حسین صاحب آنجہانی کے ایک معتقدِ خاص قربان علی بانسوی نے اُن کے اور حیدر علی وعبدالحق وقنوجی وغیرہم وہابیہ کے اقوال وفتاویٰ پر مشتمل ایک رسالہ "تحفۃ المومنین" لکھا۔ کہ مطبع نولکشور لکھنؤ میں بعد نظر ثانی مؤلف چھپا۔ اس کے صفحہ ۱۷ پر ایک فتویٰ میں صاف لکھ دیا۔ کہ "پھوپھی کے ساتھ نکاح درست ہے"۔ جامع الشواہد میں ایک دوسرے غیر مقلد صاحب کا فتویٰ منقول کہ "سوتیلی خالہ سے نکاح حلال ہے"۔ خود جناب نذیر حسین صاحب دہلوی نے ایک وقت فتویٰ دیا تھا۔ کہ دودھ کے چچا کو بھتیجی روا۔ کلکتہ سندریا پٹی سے ۱۳۱۷ھ میں سوال آیا تھا۔ کہ ایک غیر مقلد نے اپنے ایک عالم کے فتوے سے اپنے سگے بھانجے کی بیٹی سے نکاح کرلیا۔ اور واقعی گرہمیں مفتیان ہمیں افتا..... دخت و مادر حلال خواہد شدہ

اب فرض کیجئے کہ انہیں فتوؤں پر عمل کر کے ایک غیر مقلدہ عورت وہابیہ نحلت (مذہب باطل) نے صبح کے وقت اپنے سگے بھتیجے یا سوتیلے بھانجے۔ یا دودھ کے چچا یا باپ کے ماموں صاحب سے نکاح کیا۔ اور وہ حضرت بھی اسی کی طرح غیر مقلد وہابی تھے۔ جنہوں نے اسے حلال وشیر مادر سمجھ لیا۔ یا جانے دیجئے یہ فتوے نئے ہیں۔ تو غیر مقلد صاحبوں کے پرانے

پیشواداؤد ظاہری کے نزدیک تو "جورو کی بیٹی حلال ہے جب کہ اپنی گود میں نہ پلی ہو"۔ یوں غیر مقلدہ نے اپنے سوتیلے باپ غیر مقلد سے نکاح کرلیا۔ پھر دن چڑھے ایک دوسرے غیر مقلد صاحب تشریف لائے۔ اور اس نوجوان آفتِ جان سے فرمایا۔ کہ یہ نکاح باجماعِ اَئمہ اربعہ باطل محض ہوا۔ تو ہنوز بے شوہر ہے۔ اب مجھ سے نکاح کرلے۔ غیر مقلدہ بولی کہ ہمارے مذہب کے تو مطابق ہوا ہے۔ اس پر وہابی مولوی صاحب بکمال شفقت فرمایا کہ بیٹی ایک ہی مذہب پر جمنا نہ چاہئے۔ اس میں شریعت پر عمل ناقص رہتا ہے۔ بلکہ وقتاً فوقتاً ہر مذہب پر عمل ہو کہ ساری شریعت پر عمل حاصل ہو۔ غیر مقلدہ بولی۔ کہ اچھا۔ مگر نکاح کو تو گواہ درکار ہیں۔ وہ اس وقت کہاں؟۔ کہا اے نادان لڑکی! مذہب امام مالک میں گواہوں کی حاجت نہیں۔ میں اور تُو اس پر عمل کر کے نکاح کرلیں۔ پھر بعد کو اعلان کردیں گے۔ چنانچہ یہ دوسرا نکاح ہوگیا۔ دوپہر کو تیسرے غیر مقلد صاحب تشریف لائے۔ کہ لڑکی تو اب بھی بے نکاحی ہے۔ اَئمہ ثلاثہ کے نزدیک اور خود حدیث کے حکم سے بے گواہوں کے نکاح نہیں ہوتا۔ حدیث میں ایسیوں کو زانیہ فرمایا۔ میں دو گواہ لے کر آیا ہوں۔ مجھ سے نکاح کرلے۔ اُس نے کہا۔ اس وقت میرا ولی موجود نہیں۔ وہابی مولوی صاحب نے فرمایا۔ بیٹی تو نہیں جانتی ہے۔ کہ حنفی مذہب میں جوان عورت کو ولی کی حاجت نہیں۔ ہم اس وقت مذہب حنفی کا اتباع کرتے ہیں۔ اس پارسا کو تو ساری شریعت پر عمل کرنا تھا لہٰذا یہ تیسرا نکاح کرلیا۔ تیسرے پہر کو چوتھے غیر مقلد صاحب آدھمکے۔ کہ بیٹی! تو اب بھی بے شوہر ہے۔ حدیث فرماتی ہے کہ بے ولی کے نکاح نہیں ہوتا۔ اور یہی مذہب امام شافعی وغیرہ بہت اَئمہ کا ہے۔ میں تیرے ولی کو لیتا آیا ہوں۔ کہ اب شرعی نکاح مجھ سے ہو جائے۔ اس نے کہا۔ تم میرے کُفو نہیں۔ نسب میں بہت گھٹ کر ہو۔ کہا تیرا ولی راضی ہے۔ تو بھی راضی ہو جا۔ تو پھر غیر کفو سے نکاح اکثر اَئمہ کے نزدیک جائز ہے۔ اُسے تو پوری شریعت پر چلنا تھا غرض چوتھا نکاح ان سے کیا۔ نچوڑ کے وقت دو گھڑی دن رہے پانچویں غیر مقلد صاحب بڑی تڑک

سے چمکے۔ کہ بیٹی! تو اب بھی کنواری ہے۔ ہمارے بڑے گرو ابن عبدالوہاب نجدی و ابن القیم و ابن تیمیہ صاحبان سب حنبلی تھے۔ حنبلی مذہب میں غیر کفو سے نکاح صحیح نہیں۔ اگرچہ عورت و ولی دونوں راضی ہوں۔ یہ چوتھا تیرا کفو نہ تھا۔ اب مجھ سے نکاح کر۔ غیر مقلدہ سجدۂ شکر میں گری۔ کہ خدا نے یہ چار ہی پہر میں پانچوں مذہب کی پیروی دے کر ساری شریعت پر عمل کرا دیا۔ یہ کہہ کر پانچویں باران سے نکاح کرلیا۔

اب وہابی صاحب فرمائیں۔ کہ وہ وہابیہ ایک کی جورو ہے۔ یا پانچوں کی اگر ایک کی ہے تو باقیوں کو اس ایک ہی مذہب کی پابندی پر کس آیت یا حدیث صحیح نے مجبور کیا ہے؟۔ وہ کیوں نہیں مذاہب مختلفہ پر عمل کر کے اسے دوسروں کے لئے غیر محصنہ اور ہر ایک اپنی جورو نہیں سمجھ سکتے۔ اور وہ بیچاری وہابیت کی ماری کیوں پوری شریعت پر عمل سے روکی جارہی ہے اور اگر ہاں اجازت ہے۔ کہ لامذہبی کی بدولت پانچوں صاحب اسے اپنی جورو جانیں اور وہ پارسا نازنین پوری شریعت پر عمل کرنے کو ہر شوہر کی باری میں ظاہری، مالکی، حنفی، شافعی، حنبلی پانچوں مذہب پر عمل کرتی کراتی رہے۔ تو ہم تو کیا عرض کریں گے۔ مگر اپنے ہی ہم مذہب کی بنائی ہوئی کتھا کہ وہ مستزاد یاد کر لیجئے کہ

درو پدی رانی مہا بھوانی ارجن جی کی ناری
پانچوں پنڈے تنکو بھوگیں اپنی اپنی باری

کہو۔ یہ کون دھرم ہے۔ **فلاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولانا محمد والہٖ وصحبہٖ اجمعین۔**

جواہر پارے

چند مفید اور کارآمد حوالے

حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلی لوہاراں

ایک چابک سوار:

دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: کہ

"تھانہ (یعنی تھانہ بھون) پہلے زمانہ میں مثل اپنے نام کے تھا۔ کہ یہاں کے کمالات کی تھا (یعنی انتہا) نہ تھی۔ یہاں پر عبدالرحمٰن ایک چابک سوار تھے۔ وہ نئے گھوڑے کو ہاتھ پھیر کر سیدھا کر دیتے تھے۔ جب وہ گھوڑے سے لیٹنے کو کہہ دیتے تھے۔ تو وہ پڑا رہتا تھا۔ اور جب تک اٹھنے کو نہ کہتے اٹھتا نہ تھا۔ مظفر نگر میں ایک بنئے نے اپنا گھوڑا پھرانے کو دیا۔ جب وہ درست ہوگیا تو جس قدر روپیہ طے ہوا تھا۔ اس نے اس سے کچھ کم دیا۔ اور باوجود کہنے کے بھی اس نے اس کمی کو پورا نہ کیا۔ تب انہوں نے اس بنئے سے کہا کہ اس کے اندر ایک کمی رہ گئی ہے۔ لاؤ وہ بھی سکھلا دوں۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ بس اس گھوڑے کو یہ سکھلا دیا کہ سوار کو لے کر فوراً قصاب کی دوکان پر پہنچ جایا کرے۔ چنانچہ وہ بنیا جب گھوڑے پر سوار ہوتا۔ وہ گھوڑا اسے فوراً قصاب کی دوکان پر لے جا کر کھڑا کر دیتا۔ بچارہ بہت سخت پریشان ہوا۔ اور مجبور ہو کر ان کو روپے پورے دیئے۔ تب انہوں نے اس سے قصاب کی دوکان پر لے جا کر کھڑا کر دینے کی عادت چھڑائی۔ ایک گھوڑے کو

انہوں نے یہ سکھلا دیا تھا کہ جب اس پر کوئی سوار ہوتا۔ بس وہ پیچھے کو ہٹتا چلا جاتا تھا۔ یہ ان میں عجیب کمال تھا۔ کہ جو کمال چاہیں پیدا کر دیں۔ اور جو عیب چاہیں پیدا کر دیں''۔

(دیوبندی حکیم الامت کے ملفوظات ''حسن العزیز'' صفحہ ۹۸)

مقامِ غور:

حضور سرور عالم ﷺ جن کے کمالات کی واقعی کوئی انتہا نہیں۔ اور جن کے فضائل کی یہ شان ہو کہ

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ حَدٌّ۔

اور جن کے اوصاف کا یہ عالم ہو کہ

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری

اس ذاتِ گرامی ﷺ کے ذکرِ پاک پر تو یوں کہا جائے کہ۔ دیکھنا حد سے نہ بڑھنا۔ انتہا کے اندر ہی رہنا۔ اور بے انتہا کمالات بیان کر کے انہیں خدا نہ بنا دینا اور یہاں تک لکھ دیا جائے کہ'' بشر کی سی تعریف ہو اس میں بھی اختصار کرو''۔ (تقویۃ الایمان) اور اپنے تھانہ بھون کے لئے یہ ارشاد ہو کہ

''یہاں کے کمالات کی تھا یعنی انتہا نہ تھی''۔

۲) کسی نبی یا ولی کے تصرفات کے ذکر میں اگر یوں کہا جائے کہ فلاں خدا کے مقبول نے اپنے دستِ کرم سے تقدیر پلٹ دی۔ مفلس کو غنی اور بیمار کو تندرست کر دیا۔ ڈوبتے کو کنارے لگا دیا۔ اور نامراد کو بامراد کر دیا۔ تو اس پر تو یوں کہا جائے کہ

''کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں''۔

انبیاء میں اس بات کی کچھ بڑائی۔ کہ اللہ نے عالم میں تصرف کی کچھ قدرت دی ہو۔ کہ مرادیں پوری کر دیں۔ یا فتح و شکست دے دیں۔ یا غنی کر دیویں، یا کسی کے دل میں ایمان ڈال

دیویں، ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں۔ اور عاجز بے اختیار۔'' جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں''۔ (تقویۃ الایمان)

مگر اپنے تھانہ بھون کے ایک چابک سوار کے لئے یہاں تک لکھ دیا جائے کہ

''ان میں عجیب کمال تھا۔ کہ جو کمال چاہیں پیدا کر دیں۔ اور جو عیب چاہیں پیدا کر دیں''۔

فیصلہ ناظرین کرام خود کر لیں۔ کہ ایک ''چابک سوار'' میں تو ''کمال و عیب'' کے پیدا کر لینے کی بھی طاقت مان لینا اور انبیاء و اولیاء کے اختیارات و تصرفات کا انکار کر دینا۔ چابکدستی نہیں تو اور کیا ہے؟۔

کُن کی شان:

حکیم الامت تھانوی صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

مولانا محمد یعقوب صاحب نے جنت کی تعریف میں کیسا فصیح و بلیغ جامع اور چھوٹا سا جملہ ارشاد فرمایا کہ'' بہشت میں چھوٹی سی خدائی ہو گی''۔ یہ خدا کی شان ہے۔ کہ کُن کہہ دیا۔ اور ہو گیا۔ جنتی کی خواہش کا فوراً ظہور ہو جانا اسی شان کا ظہور ہے''۔ (ملفوظات حسن العزیز، ص ۸۹)

انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرحمۃ کے تصرفات پر کوئی دوسرا غریب سنی اگر ''چھوٹی سی خدائی'' کا جملہ کہہ دے تو شرک و کفر کے گولے برسنے لگیں۔ مگر حکیم الامت یہی جملہ جنتیوں کیلئے استعمال فرما رہے ہیں اور اگر یہ جملہ جنت میں مشرکانہ جملہ نہیں ہے۔ تو یہاں بھی نہیں۔ اسلئے کہ شرک ہر جگہ شرک ہی ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جنتی خدا تعالیٰ کی شان کُن کے مظہر ہیں۔ وہ جو چاہیں گے اسی وقت ہو جائیگا اسلئے ہمارے حضور ﷺ جو نہ صرف یہ کہ جنتی بلکہ مالک جنت ہیں۔ اللہ کی شانِ کُن کے مظہر اتم ہیں۔ آپ نے جو چاہا جب چاہا فوراً ہو گیا۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت نے لکھا ہے کہ

وہ زباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اب یہ فیصلہ ناظرین کرام خود کرلیں۔ کہ جو کتاب یہ لکھ دے۔ کہ

''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا'' کیا اس نے یہ جنتیوں والی بات لکھی؟ ہرگز نہیں!

نماز میں:

تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

ماموں صاحب حیدر آباد میں ایک مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ ان کے پیر مرزا صاحب نے آواز دی۔ انہوں نے فوراً نماز میں سے ہی آواز دی کہ جی! اس پر مرزا صاحب نے فرمایا کہ کیا کر رہے ہو۔ عرض کیا۔ نماز پڑھ رہا ہوں۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ نماز میں بولتے ہو۔ عرض کیا جی! فرمایا نماز جاتی رہی۔ ادھر آؤ۔ وہ آئے۔ پوچھا کہ یہ کیا واہیات بات ہے۔ عرض کیا کہ حضرت حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی ابن کعب کو حالت نماز میں پکارا تھا۔ انہوں نے جواب نہیں دیا تھا۔ تو حضور نے فرمایا تھا کہ تم بولے کیوں نہیں تھے۔ حالانکہ قرآن مجید میں اللہ پاک نے فرمایا ہے۔ اِسۡتَجِيۡبُوۡا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاكُمۡ۔ اور شراح نے لکھا ہے کہ حضور کے پکارنے پر جواب دینے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ اسی کا خیال کر کے میں نے جواب دیا۔ کہ آپ بھی قائم مقام حضور ﷺ کے ہیں۔ مرزا صاحب نے فرمایا۔ نہیں بھائی! یہ ہمارے لئے جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے یہ حکم خاص تھا۔ (حسن العزیز، ص ۹۷)

معلوم ہوا کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی شانِ والا اس قدر بلند و بالا ہے۔ کہ نماز پڑھتے ہوئے کوئی شخص حضور ﷺ کے پکارنے پر جواب بھی دے دے تو نماز نہیں ٹوٹتی۔ پھر اگر کوئی شخص یوں لکھ دے۔ کہ نماز میں حضور ﷺ کا صرف خیال ہی آجانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ تو وہ شخص شانِ رسالت سے کس قدر بے خبر اور جاہل ہے خدا تعالیٰ ایسے برے مسلک کے خیال سے بھی بچائے۔ آمین

زیارتِ قبور:

حضرت اہل حدیث کے مفسر و محدث اور فقیہ جناب مولوی وحید الزمان صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ٹائٹل پر اس طرح مرقوم ہے۔ ''ھدیۃ المھدی'' متضمن عقائد اہل حدیث و اصول حدیث و تفسیر و فقہ'' اس کتاب کے صفحہ ۱۵ پر ہے۔

اَمَّا قُبُوۡرُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ فَلَمۡ يَاۡمُرِ النَّبِيُّ (ہم کہتے ہیں ﷺ) بِاِهَانَتِهَا بَلۡ اَمَرَ بِزِيَارَتِهَا وَالتَّسۡلِيۡمِ عَلٰى اَصۡحَابِهَا وَالدُّعَاءِ وَالۡاِسۡتِغۡفَارِ لَهُمۡ۔ یعنی مومنوں کی قبروں کے متعلق نبی ﷺ نے یہ حکم نہیں دیا کہ ان کی اہانت کی جائے۔ بلکہ حضور ﷺ نے یہ حکم دیا ہے کہ مومنوں کی قبروں کی زیارت کی جائے اور قبر والوں پر سلام اور ان کے لئے دعا و استغفار کیا جائے۔

معلوم ہوا۔ کہ جب عام مومنین کی قبروں کی زیارت کے لئے جانا مشروع بلکہ مامور بہ ہے۔ تو پھر حضور سید الانبیاء ﷺ کی قبر انور کی زیارت کی نیت سے جانا منع کیسے ہوسکتا ہے؟ اور یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ بعض لوگ بزعم خویش حدیث کی آڑ لے کر مومنین کی قبروں کی اہانت بھی کر ڈالتے ہیں۔ اسی لئے جناب مولوی وحید الزمان صاحب کو یہ لکھنا پڑا۔ کہ نبی ﷺ نے قبروں کی اہانت کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ ان کی زیارت کا حکم دیا ہے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اولیاء کرام کی مبارک قبروں پر جانے والوں کو روکنے والے خود اپنی کتاب کے لکھے ہوئے کے خلاف کام کرتے ہیں۔ انہیں تو روکنے کی بجائے اپنے محدث و فقیہ اور مقتدر کے ارشاد کے مطابق خود بھی مبارک قبروں کی زیارت کے لئے حاضر ہونا چاہئے۔

یہ سب کہاں سے ثابت ہیں؟

''ختم قرآن مجید، ختم حصن حصین، ختم بخاری شریف، اذکار دفع کرب اور ادعیہ دافعہ اسقام و مرض مجرب ہیں ان کے استعمال کا طریقہ اہل علم ولایت نے بیان کر دیا ہے''۔ (مصنف نواب صدیق حسن خان غیر مقلد وہابی، البقاء المنن، صفحہ ۲۱۷، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ، لاہور)

دوسری قسط

اکاذیب آل نجد

غیر مقلد وہابیوں کے جھوٹ

مناظر اسلام ابو الحقائق علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

داؤد ارشد کے کذاب ہونے پر مہر تصدیق.

داؤد ارشد کے اس قول کہ "محدثین عنوان کے تحت فرمان نبوی نقل کرتے ہیں" کے جھوٹا ہونے پر عبد السلام مبارکپوری نے یوں مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ لکھا ہے:

"بعض تراجم ابواب کے تحت میں نہ کوئی حدیث ہے نہ قرآن کی آیت، نہ اثر صحابی نہ قول تابعی بلکہ بالکل بیاض ہے"۔ (سیرۃ البخاری ص ۶۱)

گویا "بے دلیل" ابواب لکھ کر انہوں نے قارئین کو "تقلید شخصی" کی دعوت دی ہے۔ تو اصول وہابیہ کے تحت وہ اہلحدیث کے سردار اور امام نہ ہوئے بلکہ "مشرک و بدعتی" ٹھہرے۔ معاذاللہ

داؤد ارشد کا تعصب

وہابی لوگ اس قدر متعصب اور کدورت و بغض سے بھرپور ہیں کہ احناف کے مسلم عند الفریقین محدثین کرام کا ذکر کرنا بھی پسند نہیں کرتے، جیسا کہ داؤد ارشد نے دیگر حضرات کا ذکر کیا لیکن محدثین احناف کو جان بوجھ کر نظر انداز کر دیا۔ حالانکہ احناف میں بہت سارے محدثین ایسے ہیں، جنہوں نے کتب احادیث کو مدون کیا اور دیگر محدثین کے طریقے کے مطابق ہی عنوان اور احادیث و اقوال کو مرتب فرمایا ہے۔ بعض حنفی محدثین کی ثقاہت خود وہابیوں کو بھی تسلیم ہے۔ لیکن کیا کیا جائے اندرونی کدورت اور قلبی شقاوت کا۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً وہابیت کی گندی وبا سے

۲۶...... داؤدیہ پارٹی نے لکھا ہے:

"رسول اللہ ﷺ کی آواز (صحیح حدیث)"۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۱)

اس عبارت میں جہاں صرف صحیح حدیث کو رسول اللہ ﷺ کی آواز قرار دے کر جھوٹ بولا ہے، وہاں کم از کم تمام حسن احادیث کا انکار اور انہیں رسول اللہ ﷺ کی "آواز" نہ سمجھ کر اپنا نام "منکرین حدیث" میں درج کرا لیا ہے۔ یہ فقط فقہ حنفی اور احناف کے ساتھ بے جا تعصب اور اندرونی بغض و خباثت کا نتیجہ ہے کہ یہ لوگ حدیث کے

محافظ ہونے کے دعوے کر کے اندرون خانہ احادیث حسان کے پورے ذخیرہ کا انکار کر کے لوگوں کو "انکار حدیث" پہ دلیر کر رہے ہیں۔ بتایئے! اور کافری کیا ہے؟۔

جبکہ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی نے حسن اور ضعیف کے علاوہ موضوع کو بھی فضائل میں معتبر مانا ہے۔ ملاحظہ ہو! اصول الفقہ ص ۱۰،۹۔

کیا اب بھی ان لوگوں کے "منکر حدیث" ہونے میں کوئی شک رہ گیا ہے؟۔

۲۷...... داؤد ارشد نے اپنے جھوٹوں کا نمبر بڑھاتے ہوئے لکھا ہے:

"بعض ضعیف احادیث سے ہر فاسق و فاجر کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی اجازت ہے"۔

(ابوداؤد ص ۳۴۳ ج ۱، دار قطنی ص ۵۶ ج ۲، بیہقی ص ۱۲۱ ج ۳، نصب الرایہ ص ۲۶ ج ۲)

یہ روایات ضعیف ہونے کی وجہ سے ہمارا موقف نہیں۔ مگر حنفیہ اسی کے قائل ہیں۔ (تحفہ حنفیہ ص ۲۰۸)

حنفیہ پر طعن کرنا وہابیوں کی گھٹی میں شامل ہے، وہ طعن و تشنیع کے اس گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے رہتے ہیں۔ ان کے مراکز میں قرآن و حدیث کی تعلیم پر اتنا زور صرف نہیں ہوتا جتنا احناف کے خلاف نجدی، وہابی اور غیر مقلد ناعاقبت اندیش جنگجو، الد الخصام جھگڑالو، لوگوں کو تیار کیا جاتا ہے اور اس "فرض مذہبی" کی ادائیگی کے لیے انہیں جھوٹ، افتراء، بہتان تراشی اور غلط بیانی بلکہ تحریف، خیانت اور مکاری و فریب کاری سے بھی کام چلانا پڑ جائے تو کوئی پرواہ نہیں، یہ "وہابی پہلوان" ہر طرح سے "قوت آزمائی" کرتے رہتے ہیں۔

داؤد ارشد نے حدیث لکھ کر اسے ضعیف قرار دیا اور ساتھ ہی یہ جھوٹ بولا کہ حنفی اس کے قائل ہیں وہابیوں کا یہ موقف نہیں، جبکہ وہابیوں کے "شیخ الاسلام" ثناء اللہ امرتسری نے مرزائیوں کے پیچھے نماز ادا ہو جانے پر اسی حدیث سے استدلال کیا ہے ملاحظہ ہو! اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۱۱ کالم ۲، ۳۱ مئی ۱۹۱۲ء۔

احناف کے خلاف جھوٹ بولنے سے پہلے ان لوگوں کو اپنی چارپائیوں کے نیچے "ڈنگوری" پھیر لینی چاہئے۔ ورنہ ہم کچھ کہیں گے تو شکایت ہوگی۔

۲۸...... داؤد ارشد نے ایک جگہ لکھا:

"روایات ضعیف ہونے کی وجہ سے ہمارا موقف نہیں"۔ (ایضا)

صرف ایک داؤد ارشد ہی اس بازار میں "سرگرداں" نہیں۔ بلکہ کیا عامی اور کیا مولوی نما وہابی، ہر کوئی یہی راگ الاپتا دکھائی دیتا ہے کہ ہم ضعیف حدیث کو نہیں مانتے، ضعیف حدیث ہمارا مسلک نہیں، لیکن یہ الگ بات ہے کہ یہ لوگ اپنے دھرم کو پانے کی خاطر ضعیف تو رہیں ایک طرف، موضوع روایات کو بھی پیش کر دیتے ہیں۔ سردست تو

ہم نے یہ دکھانا ہے کہ ان کے اس دھوکے کی کیا حقیقت ہے، اور یہ لوگ اپنی اس بات میں کس قدر سچے ہیں۔

ہمارے پاس صنادید نجد کے بے شمار حوالہ جات ہیں جن میں دوٹوک ضعیف حدیث کی نہ صرف حمایت کی گئی ہے بلکہ اس سے باقاعدہ استدلال بھی کیا گیا ہے۔ ایک حوالہ تو داؤد ارشد کے پچھلے جھوٹ کے رد میں گزر گیا اور متعدد حوالے ہمار زیر طبع کتاب ''مطالعہ وہابیت'' میں درج ہیں۔ فی الحال صرف اسی داؤد ہی کا ایک حوالہ پیش کر کے ہم اس کذب کو طشت از بام کرنا چاہتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں! داؤد ارشد نے ''صحابہ کرام اہل حدیث تھے'' کا عنوان جما کر اس کے تحت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کر کے لکھا ہے: (شرف اصحاب الحدیث ص ۱۲ اسند ضعیف ہے)

بتایا جائے یہ جھوٹ ہے، تضاد ہے، دھوکہ ہے، دجل وفریب ہے یا احناف دشمنی کا قدرتی انتقام؟

۲۹۔ ایک اور جھوٹ بولتے ہوئے داؤد نے لکھا ہے:

''راقم الحروف بآواز بلند یہ دعویٰ کرتا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کے کسی طریق کے راوی پر اول تو کوئی جرح ہی نہیں'' (دین الباطل ج ۱ ص ۳۳۹)

جب آپ کو خدا کی لعنت میں گرفتار ہونے کی کوئی پرواہ نہیں تو آپ کے منہ پہ کون ہاتھ رکھ سکتا ہے، آپ چاہیں تو چیخ، چیخ اور چلا چلا کر جھوٹ پہ جھوٹ بولتے رہیں۔ لیکن یہ اعلان ضرور سن لیں! لعنة الله على الكاذبين۔ مذکورہ روایت کے راویوں پر جرح ہونا ایسی حقیقت ہے کہ جس کا انکار سوائے تعصب، ہٹ دھرمی اور جہالت وکذب بیانی کے اور کچھ نہیں ہے۔

۳۰، ۳۱، ۳۲۔ کذب وافتراء میں اجتہاد وامامت کا درجہ حاصل کرتے ہوئے داؤد نے لکھا ہے:

قرآن کے رد میں لکھی گئی کتب، ستارش پرکاش، ترک اسلام، تنویر الاذھان فی فصاحت القران، وغیرہ سے غالباً علماء بریلوی بھی واقف ہوں گے جن کا جواب کسی بریلی کے نام نہاد مفسر قرآن اور مجدد مائتہ حاضرہ وغیرہ اور گجرات کے بقلم خود حکیم الامت نے نہیں دیا۔ (دین الباطل ج ۲ ص ۹۶)

بفضلہ تعالیٰ علماء اہلسنّت نے اپنے فرائض منصبی کو خوب خوب ادا کیا، واقعی وہ قرآن اور اسلام کا رد کرنے والوں کو بھی خوب، خوب جانتے ہیں اور انہیں ناکوں چنے چبوانا بھی انہیں خوب آتا ہے۔ مذکورہ کتب اور اس جیسے دیگر گھناؤنے اقدامات کے جوابات کی سعادت بھی انہی کی قسمت میں ہے۔ جو انہوں نے ہر طرح حاصل کی۔

داؤد ارشد نے یہ بھی جھوٹ بولا کہ ''علماء بریلوی'' نے ان کا رد نہیں کیا، اگر وہ اپنے جھوٹ اور افتراء

سے توبہ کی تحریر شائع کر دیں تو ہم ان کے جوابات کی نشاندہی کرنے کو تیار ہیں۔

اور یہ بھی جھوٹ بولا کہ حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ بقلم خود حکیم الامت ہیں حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کا اپنے قلم سے خود کو ''حکیم الامت'' لکھنا ثابت کرو، ورنہ لا حول ولا قوۃ کا وظیفہ کثرت سے کرو، تاکہ شیخ نجدی کا ناپاک اثر دور ہو سکے۔ یہ تمہارے خود ساختہ ''امام العصر'' احسان الٰہی ظہیر جیسے لوگوں ہی کا تھا کہ وہ بچوں کو ٹکے دے کر علامہ کہلواتا تھا۔ آج ان کے ''بچو جمورے'' بھی اسی کے طریقہ پر چل رہے ہوں گے۔ لیکن اتنے بے شرم ہیں کہ اپنے کرتوت دوسروں کی جھولی میں ڈالنے کی بھونڈی کوشش میں مصروف ہیں۔

اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو نام نہاد ''مجدد مائۃ حاضرہ'' کہنا بھی جھوٹ ہے، حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا مجدد ہونا اس قدر ناقابل انکار اور وہابیت کش ہے کہ خود وہابیوں کے جعلی اور خود ساختہ ''شیخ الاسلام'' ثناء اللہ امرتسری کو بھی بالآخر لکھنا پڑا:

''مولانا احمد رضا بریلوی مرحوم (مجدد مائة حاضره)''۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۲۶۳، ۲۶۴)

دیکھا حق کا بول بالا اور باطل، جھوٹ اور وہابیوں کا منہ کالا۔

اب یہاں قرآن کی یہ آیت پڑھ سکتے ہیں:

انما يفترى الكذب الذين لا يؤمنون بآيات الله واولئك هم الكاذبون۔ (النمل، ۱۰۵)

نوٹ: خدمات اسلام اور منکرین قرآن کی تردید کا خود کو واحد ٹھیکیدار باور کرانے والے وہابیوں کو ان کتب کے نام بھی صحیح لکھنا نہیں آتا، جن کا جواب لکھنے پر بغلیں بجا رہے ہیں۔ داؤد نے ''ستارش پرکاش'' اور ''تنویر الاذھان فی فصاحت القران'' لکھا ہے۔ جب کہ صحیح نام ''ستیارتھ پرکاش'' اور تنویر الاذھان فی فصاحۃ القرآن'' ہے۔

اس نجدی ''سر پھرے'' نے مذکورہ کتاب کے مذکورہ صفحہ پر پانچ مرتبہ قرآن کو ''قران'' لکھا، یہ ہے ان لوگوں کے علم وتحقیق کا بلند مقام، جس کے بل بوتے پر یہ جاء الحق کا جواب لکھنے بیٹھے ہیں۔۔۔ اور دوسروں کو خاطر میں نہیں لاتے۔ نجدی ٹکسال سے اسی طرح کے زنگ آلود سکے برآمد ہوتے ہی رہتے ہیں۔

۳۳۔۔۔۔۔ نجدیوں کے قابل فخر اضل وافسد یعنی داؤد ارشد کا ایک کالا جھوٹ اور ملاحظہ ہو!

عبداللہ دامانوی (جس کی جہالت پر وہابیوں کے الشیخ نعیم الحق ملتانی کی مہر تصدیق ہے دیکھیئے! بھینس کی قربانی) کی کتاب پر تقریظ لکھتے ہوئے کہا ہے:

''قبور دھرم کے ناصر مفتی احمد یار گجراتی اثبات تقلید پر دلیل دیتے ہوئے لکھتا ہے:

عن انس قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان الرجل يصلى و يصوم

وبحج ويغزو وانه لمنافق قالو ايا رسول الله بماذا دخل عليه النفاق قال لطعنه على امامه من قال قال الله فی کتابه فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون (جاء الحق ص۲۶ ج۱) یہ حدیث مفتی احمد یار کی وضع کردہ ہے......(قرآن وحدیث میں تحریف ص۲۹۱)

قارئین اس عبارت کے تیور دیکھ کر بتائیں کہ کیا یہ لوگ کسی نرمی ورعایت کے حقدار ہیں۔ اس شقی، ظالم، بدبخت نے جھوٹ کی کمر توڑ دی اور شیطان سے بھی داد وصول کر لی ہے۔ قبروں کے دشمن اور اھل اللہ کے گستاخ وہابیوں کے اس دنیائے کذب وافتراء کے ہیرو نے اول تو حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کی لکھی ہوئی عربی عبارت ہی بدل ڈالی اور پھر یہ چیخنے چلانے لگا کہ یہ حدیث ان کی وضع کردہ ہے۔ حالانکہ جاء الحق کے مذکورہ مقام پر ابن مردویہ کا ذکر موجود ہے۔

ہمارا اس پارٹی کو جس میں زبیر علیزئی، عبداللہ دامانوی، داؤد ارشد، مبشر ربانی، افضل تری شامل ہیں، کھلا چیلنج کرتے ہیں کہ وہ مذکورہ عربی عبارت جاء الحق سے ثابت کریں، اگر جاء الحق میں لکھی ہوئی عبارت گھڑی ہوئی ہے تو پھر ابن مردویہ اور دیگر مصنفین پر بھی فتویٰ لگائیں جنہوں نے اس کو نقل کیا۔ اور اگر ان کے اندر غیرت، شرم، حیاء جیسی کوئی چیز برائے نام بھی موجود ہے تو اس عبارت کو وضع کردہ ثابت کریں!۔

اب تو زخمی شیر کی طرح بھرنا چاہئے
یہ اگر ہمت نہیں تو ڈوب مرنا چاہئے

ہمارے اس چیلنج سے ثابت ہو جائے گا کہ مذکورہ وہابی کنبہ دجال، کذاب افاک اور مکار ہے، اہلسنت کے بزرگوں پر جھوٹ بولنے کی وجہ سے یہ لوگ ذلیل ورسوا ہو جائیں گے۔

جھوٹے کی پہچان:

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں داؤد کی بیان کردہ جھوٹ کی تعریف بھی بیان کر دی جائے تا کہ اس کے ”تیار کردہ“ آئینہ میں اس کا اپنا ”مکروہ چہرہ“ بھی دیکھ لیا جائے، لکھا ہے:

”واضح رہے کہ کذب کی تعریف میں علم شرط ہے، یعنی جان بوجھ کر غلط بیانی یا غلط خبر دینے کو جھوٹ کہتے ہیں“۔ (تحفہ حنفیہ ص۵۰۲)

اس عبارت کو دوبارہ پڑھ لیں اور داؤد ارشد کے درج کیے گئے مذکورہ جھوٹوں پر بھی ایک طائرانہ نظر ڈال لیں، آپ کو یہ فیصلہ کرنے میں ذرا بھی توقف نہ ہوگا کہ اپنے اس اصول کی روشنی میں ”داؤد ارشد“ وہابیوں کا قابل فخر اور مستند ترین شخص، یحییٰ گوندلوی کا شاگرد واقعی کذاب اور جھوٹا ہے اور باآواز بلند جھوٹ بولنے کا عادی

ہے۔ اور یہ عبارت اس کے لیے باعث ہلاکت وبربادی ہے۔

یاد رہے ان جھوٹوں میں یحییٰ گوندلوی بھی برابر کا شریک ہے۔ کیونکہ وہ داؤد کی ان تمام باتوں سے متفق ہے۔

۳۴، ۳۵، ۳۶...... فرقہ وہابیہ نجدیہ کے منگھوت ”شیخ الکل فی الکل“ نذیر حسین دہلوی بھی جھوٹ، افتراء اور بہتان بازی میں کسی سے پیچھے نہیں، چونکہ وہ ”شیخ الکل“ تھے اس لیئے کذب وافتراء میں ”مقام اجتہاد“ پر فائز ہوئے، ان کی ایک عبارت ملاحظہ فرمائیں:

”آنحضرت ﷺ اپنی آخری زندگی تک رفع یدین کرتے رہے ہیں، چنانچہ امام بیہقی نے سنن کبریٰ میں حضرت ابن عمرؓ سے حدیث روایت کی ہے کہ ”اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے وقت تک آپ کی نماز رفع یدین سے ہوتی رہی“ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ”یہ حدیث میرے نزدیک ہر اس آدمی پر حجت ہے جو اس کو سنے“۔ (فتاویٰ نذیریہ ج۱ ص۴۴۵، ترجمہ در حاشیہ مکتبۃ المعارف الاسلامیہ گوجرانوالہ پاکستان)

اس عبارت میں اول تو ایک موضوع، من گھڑت، جعلی روایت کو نقل کیا اور پھر کم از کم تین جھوٹ بول کر اپنا ”ذوق کذب بیانی“ پورا کیا گیا۔ مثلاً

۱...... یہ کہہ کر جھوٹ بولا کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال تک (اختلافی) رفع یدین کیا ہے۔

۲...... دوسرا جھوٹ یہ بولا کہ مذکورہ روایت امام بیہقی نے سنن کبریٰ میں نقل کی ہے۔

۳...... تیسرا جھوٹ یہ بولا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو حجت قرار دیا ہے۔

نوٹ: ممکن ہے کوئی وہابی یہ کہہ دے کہ اوپر عربی عبارت میں ”علی بن مدینی“ کا نام ہے تو گزارش ہے پھر بھی یہ جھوٹ ہی ہے کیونکہ علی بن مدینی علیہ الرحمۃ نے اس جھوٹی روایت کو؟ حجت قرار نہیں دیا۔ یہ وہابیوں ہی کے دل گردے کا کام ہے۔

۳۷...... فرقہ وہابیہ کے ”خطیب لاثانی، شیر ربانی“ حبیب الرحمٰن یزدانی اہل کذب میں اپنا نام یوں نمایاں کراتے ہیں، کہا ہے: ”امام بخاری نے بخاری شریف میں باب باندھا ہے“ المسح علی الجوربین“۔

(خطبات یزدانی ج۱ ص۲۳۴)

بخاری شریف کی دونوں جلدوں میں کسی مقام پر بھی ایسا باب نہیں ہے۔ یہ فقہ حنفی کے دشمن اتنے اندھے ہو چکے ہیں کہ کتب احادیث پر بھی ہاتھ صاف کر رہے ہیں، کبھی تحریف کر ڈالتے ہیں اور کبھی پورے باب کا اضافہ کر دیتے ہیں اور وہ بھی بخاری شریف جیسی مشہور ومعروف اور متداول کتاب میں۔ لا حول ولا قوة الا باللہ!

ایسے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کر کے وہ صرف یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ وہابیوں کا مؤقف بخاری شریف میں بھی لکھا ہوا ہے لیکن یہ منہ اور مسور کی دال!

۳۸......ثناء اللہ امرتسری دروغ گوئی اور کذب بیانی میں کسی سے پیچھے نہیں ہے۔لکھا ہے:

''سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایات بخاری اور مسلم اور ان کی شروح میں بکثرت ہیں''۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ص ۴۴۳، فتاویٰ علمائے حدیث ج ۳ ص ۹۱)

اس عبارت سے جہاں وہابیوں کے ''شیخ الاسلام'' کے علم حدیث کا پتہ چلتا ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کشتی وہابیت کو غرق ہونے سے بچانے کی خاطر صرف آج ہی نہیں ''صنادید نجد'' پہلے ہی سے احادیث مبارکہ کی معتبر کتب پر جھوٹ بولتے رہے ہیں اور ائمہ حدیث بالخصوص امام بخاری و امام مسلم پر بھی الزام دھرنے سے باز نہیں آتے۔لیکن یہ حقیقت ہے کہ جھوٹ نابود ہو کر رہتا ہے۔

۳۹......وہابیوں کے ''مجتہد العصر'' عبداللہ روپڑی نے تو یہاں تک لکھ مارا ہے:

''خاوند بیوی کا تعلق اور ان کا اتفاق و محبت سے رہنا اس کو شریعت نے اتنی اہمیت دی ہے کہ اس کے لیے اللہ پر جھوٹ بولنا بھی جائز ہے''۔

(ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث یکم ستمبر ۱۹۳۳ء ص ۱۰، مظالم روپڑی ص ۵۳)

دیکھیے! بے ایمانی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔جو لوگ محدثین، کتب احادیث، ائمہ دین اور رسول اللہ ﷺ حتی کہ ذات باری تعالیٰ پر بھی جھوٹ بولنے سے کوئی شرم و حیا اور عار محسوس نہیں کرتے۔آپ کا ضمیر ایسے لوگوں کے متعلق کیا فیصلہ دیتا ہے؟ کیا ایسے لوگ مسلمان ہیں؟ کیا ایسے حضرات دینی رہبر ہیں؟ کیا یہ لوگ قرآن و سنت کے داعی ہیں؟۔کیا ان کی باتوں پر اعتبار کیا جائے؟ کیا ان بدبختوں سے نرمی کا سلوک کیا جائے؟ کیا ان شقیوں سے کوئی رواداری قائم کی جاسکتی ہے؟۔

اپنے ضمیر کا فیصلہ سننے کے لیے گوش برآواز رہیئے!

۴۰......ابوالبرکات احمد غیر مقلد نے بخاری شریف پر یوں جھوٹ بولا ہے:

''صحیح بخاری میں آنحضرت کی حدیث ہے کہ تین رکعت کے ساتھ وتر نہ پڑھو، مغرب کے ساتھ مشابہت ہوگی''۔(فتاویٰ برکاتیہ ص ۴۲)

یہ وہابیوں کے ''شیخ الکل فی الکل'' احسان الٰہی ظہیر، الیاس اثری، محمد علی جانباز وغیرہم کے استاذ ہیں، جو بخاری شریف سے اس قدر جاہل ہیں کہ انہیں اتنی بھی خبر نہیں کہ بخاری شریف میں کیا لکھا ہے اور کیا

نہیں، کیا یہ لوگ اپنے اسی جہل و افتراء پر فخر کرتے ہوئے ''افتتاح بخاری'' اور ''ختم بخاری'' کے پروگرام منعقد کرتے ہیں، تا کہ عوام الناس باور کر لیں کہ شاید دنیا میں صرف یہی لوگ بخاری شریف کے ماہر ہیں تا کہ موقع ملنے پر اپنے مذہب کی روایتی بنیاد کو قائم رکھنے کے لیے بخاری شریف پر جھوٹ بولنا آسان ہو جائے۔اور لوگ یقین کر لیں!۔مذکورہ بات بخاری میں ہرگز نہیں ہے۔

۴۱......نجدی دھرم کے ایک اور ''صورمے''، حافظ محمد گوندلوی'' نے مسئلہ رفع یدین پر سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کر کے لکھا ہے:

''یہ حدیث چار اختلافی مسائل پر مشتمل ہے (۱) مواضع ثلثہ میں رفع یدین (۲) اطمینان یعنی تعدیل ارکان (۳) جلسہ استراحت (۴) تورک فی التشھد الاخیر......یہ حدیث اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے امام بخاریؒ اسے اپنی صحیح میں لائے ہیں۔(التحقیق الراسخ یعنی ''مسئلہ رفع الیدین پر محققانہ نظر'' ص ۶۹، ۷۰)

سراسر جھوٹ ہے۔یہی وجہ ہے کہ ''محدث وھابیہا'' اس کا حوالہ درج نہیں کر سکا۔کیونکہ بخاری شریف کی روایت میں صرف ایک بار رفع یدین کرنے کا ذکر ہے ملاحظہ فرمائیں! بخاری شریف جلد اول ص ۱۱۴۔

اندازہ لگائیں! یہ مخالفین کے ''امام العصر'' کی ''تحقیق راسخ'' ہے۔گویا یہ لوگ پورے رسوخ اور وثوق کے ساتھ جھوٹ اور افتراء کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی گرفت اور آخرت کے عذاب سے بے خوف ہیں۔

۴۲۔محمد گوندلوی کی کتاب مذکورہ کے ص ۵۵ پر یہ جھوٹ بھی بولا گیا ہے کہ فما زالت تلک صلوته حتی لقی اللہ والی روایت میں ''عصمہ بن محمد بن فضالہ بن عبید الانصاری ہے اس کو کسی نے کذاب وغیرہ نہیں کہا، حالانکہ یہ ایسا جھوٹ ہے کہ خود وہابیوں نے بھی اس کا پردہ چاک کر رکھا ہے ملاحظہ ہو! القول المقبول ص ۴۱۴، نور العینین ص ۲۳ وغیرہ۔

۴۳۔ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے:

''حضرت پیر صاحب نے غنیۃ میں بعض فرقوں کا ذکر کیا ہے اس بیان میں یوں لکھا ہے ''اصحاب نعمان بن ثابت مرجیۃ''۔(فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ص ۳۷۱)

یہ حضرت پیر جیلانی علیہ الرحمۃ پر بھی جھوٹ ہے اور الغنیہ کی عبارت میں بھی تحریف، مذکورہ عربی عبارت الغنیہ میں ہرگز ہرگز نہیں ہے۔کذاب و افاک اور بہتان طراز ذلیل و رسوا ہوں گے۔

۴۴۔یہی ثناء اللہ غیر مقلد وہابی، اہلسنت پر افتراء کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''ساری نیکیوں کا منبع یوم بعثت یعنی وہ دن ہے۔جس میں حضور کو رسالت ملی جس کو آپ لوگ جانتے

بھی نہیں"۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج اص ۱۱۲)

یہ جھوٹ ہے۔ الحمدللہ اہلسنت و جماعت اگر یوم ولادت کی بات کرتے ہیں تو یوم بعثت کی عظمتوں کو بھی سلام کرتے ہیں۔ ہاں وہابیوں کا یوم ولادت کے مقابلے میں یوم بعثت کا ذکر کر کے صرف اسے ہی "ساری نیکیوں کا منبع" قرار دینا ولادت نبوی کی برکات کا انکار اور اپنے بغض رسالت کا اظہار ہے۔

۴۵۔ مزید دروغ کو فروغ دینے کی سعی بے کار کرتے ہوئے لکھا ہے:

"صحیح بخاری میں بھی ایک ایسی (سینہ پر ہاتھ باندھنے کی) حدیث آئی ہے" (ایضاً ص ۴۵۷)

جھوٹ ہے۔ بخاری شریف میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کی کوئی صریح روایت نہیں ہے۔

۴۶۔ مزید جھوٹ کو یوں عام کرتے ہیں:

"صحیح مسلم میں روایات جہر (بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنے کی روایات) بکثرت ہیں" (ایضاً ص ۵۷۷)

جھوٹ ہے۔ پوری مسلم شریف میں ایک بھی روایت ایسی نہیں ہے، بلکہ اس کے برعکس نماز میں آہستہ بسم اللہ پڑھنے کی روایت موجود ہے۔ گویا یہ لوگ کذب و افتراء کے بل بوتے پر جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

امرتسری کے اس جھوٹ پر خود انہی کے ایک عقیدت مند ابو سعید شرف الدین دہلوی نے یوں مہر تصدیق ثبت کی ہے، لکھا ہے: اس میں غلطی سے معاملہ برعکس ہوگیا ہے صحیح مسلم شریف میں جہر کی نہیں بلکہ عدم جہر کی روایت ہے"۔ (شرفیہ بر فتاویٰ ثنائیہ ج اص ۵۷۷)

۴۷...... حکیم عبدالرحمن عثمانی، وہابی نے اپنا نام کذابوں میں یوں درج کرایا ہے:

"اگر موضوع، ضعیف روایات بالکل نکال دی جائیں تو بریلوی مسلک ختم ہو جاتا ہے"۔

(دعا کی اہمیت ص ۶۵)

یہ جھوٹ اور بکواس ہے کہ اہلسنت و جماعت کا مسلک صرف موضوع اور ضعیف روایات میں ہے۔ ہمارا مسلک کا مدار بنیادی مسائل میں قرآن اور حدیث صحیح و حسن پر ہے۔ فروعی، فضائل اعمال اور ترغیب و ترہیب وغیرہ میں احادیث ضعاف پر عمل کرنا یہ نہ صرف ائمہ محدثین سے ثابت ہے بلکہ خود آل نجد، غیر مقلد وہابی حضرات کی کتب میں بھی ضعیف احادیث کثرت سے کارفرما ہیں۔ اور موضوع حدیث سے استدلال، احتجاج اور اس کی وکالت وحمایت کرنا کتب وہابیہ میں موجود ہے۔ حتی کہ وہابیوں کے "امام الکل" اسماعیل دہلوی نے فضائل اعمال میں

موضوع روایت کو بھی قبول کیا ہے۔ (اصول الفقہ ص ۱۰۹)

۴۸...... محمد قاسم وہابی نے لکھا ہے:

"مسلکاً خالص حنفی ہونے کی وجہ سے سید ابوالاعلیٰ مرحوم بھی اسی خیال کے حامی تھے۔

(ھدایہ عوام کی عدالت میں ص ۴)

یہ امام الوہابیہ کا خالص جھوٹ ہے، ابوالاعلیٰ مودودی خالصاً حنفی نہیں تھا۔ بلکہ وہ آزادانہ طرز عمل میں شاید غیر مقلد وہابیوں سے بھی چار قدم آگے تھا۔

۴۹...... وہابی مذہب کے مرکزی راہنما محمد اسماعیل سلفی نجدی نے محفل میلاد کے سلسلہ میں علماء اہلسنت پر یوں افتراء کیا ہے کہ: "ہمارے ملا حضرات نے...... قوالیوں کے ساتھ فلمی گانوں کا اضافہ کر کے اس تماشہ کو دو آتشہ کر دیا ہے...... اور بڑے بڑے سفید ریش ملا صاحبان بیل گاڑیوں پر تشریف رکھتے ہوئے ناچتے اور رقص کرتے ہیں۔ (فتاویٰ سلفیہ ص ۱۴)

وہابی دھرم میں شاید جھوٹ اور افتراء بازی کی کوئی خصوصی تربیت دی جاتی ہے، کیونکہ ان کا چھوٹا، بڑا جھوٹ بولنے اور بہتان لگانے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی بھرپور کوشش میں ہے اسماعیل سلفی تو ویسے ہی ان کے "باوا جی" ہیں۔ انہوں نے اول تو "محفل میلاد" کو "تماشہ" قرار دے کر اپنے بغض باطن اور خبث قلب کا ثبوت دیا اور دوسرے یہ کہہ کر کذب و افتراء کیا کہ علمائے اہلسنت نے محفل میلاد میں قوالیوں، فلمی گانوں اور بیل گاڑیوں پر ناچ کا اضافہ کیا ہے۔ ہم اس موقع پر صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کیونکہ لاکھوں کے حساب سے لوگ محافل میلاد شریف میں شرکت کرتے ہیں۔ کوئی ایک آدمی بھی حلفاً یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ کسی سنی بزرگ نے ناچ گانے کا اہتمام کیا ہو۔ انشاء اللہ قیامت کے دن ان کذابوں کا انتہائی برا حشر ہوگا۔

۵۰...... اسی اسماعیل سلفی نے ہم اہلسنت تو رہے ایک طرف، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی جھوٹ بولنے سے کوئی عار محسوس نہیں کی، لکھا ہے: "سوائے دو عیدوں کے وہاں کوئی تیسری عید نظر نہیں آتی"۔ (فتاویٰ سلفیہ ص ۱۹)

اندھا اگر یہ شکوہ کرے کہ مجھے کچھ نظر نہیں آتا تو "اہل نظر" اس کے اس قول پر ضرور ہنسیں گے، ایسے ہی چمگادڑ کا شکوہ بھی بے جا ہے، یونہی سلفی وہابی کا "نظر نہیں آتی" کہنا بھی اس کے بصارت و بصیرت کے تہی دامن ہونے کی دلیل ہے۔ ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یوم جمعہ، یوم تکمیل دین وغیرہ کو عید سے تعبیر کرنا ثابت ہے۔ تفصیل کے لیے ہماری کتاب "آؤ میلاد منائیں" دیکھیں!۔

آپکے مسائل اور ان کا شرعی حل

سوال: جناب ایک حدیث شریف کی وضاحت مطلوب ہے۔ ابوداؤد شریف میں ایک حدیث مبارکہ ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد میری اُمت میں بارہ خلیفہ ہوں گے ان کے دور تک دین اسی طرح قائم رہے گا۔ شیعہ حضرات ان بارہ خلفاء سے مراد اپنے بارہ امام لیتے ہیں اور خلفائے ثلاثہ کو ان بارہ میں داخل نہیں مانتے۔ ان بارہ خلفاء سے مراد کون ہیں قرآن واحادیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔ شکریہ

میاں محمد عارف جیولرز، صدر بازار، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

الجواب بعون الملک الوھاب مذکورہ حدیث مبارکہ مختلف الفاظ کے ساتھ کتب احادیث میں موجود ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ ''بارہ امیر ہوں گے وہ سب قریش میں سے ہوں گے''۔ (صحیح بخاری شریف، جلد۲، صفحہ۱۰۷۳، کتاب الاحکام بالاستخلاف)

مسلم شریف میں ہے ''یہ معاملہ قیامت تک اسی طرح رہے گا یہاں تک کہ اس امت میں بارہ خلفاء آجائیں وہ سب قریش سے ہوں گے''۔ (صحیح مسلم شریف، جلد۲، صفحہ۱۱۹، کتاب الامارۃ مطبع نور محمد، کراچی)

سنن ابی داؤد میں ہے ''تم پر بارہ خلیفہ ہوں گے ان تمام پر امت کا اجماع ہوگا وہ تمام قریش سے ہوں گے''۔ (سنن ابی داؤد، جلد۲، صفحہ۲۳۲، کتاب المہدی ایچ ایم سعید)

کتب شیعہ میں حدیث مذکورہ کے الفاظ

''خصال شیخ صدوق'' میں ہے۔ ''یہ امت اس وقت تک بہتری میں رہے گی اور اس کا اپنے

دشمنوں پر غلبہ رہے گا۔ جب تک بارہ بادشاہ نہیں آتے''۔ (خصال شیخ صدوق جلد۲ص ۲۳۹، ایران)

''الخصال شیخ صدوق'' میں ہے

''بارہ امیر ہوں گے سب کے سب قریشی ہوں گے''۔ (الخصال جلد۲، صفحہ۲۴۲)

مندرجہ بالا کتب کے حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ ان بارہ اشخاص کو آپ ﷺ نے تین ناموں سے ذکر کیا۔

(۱) خلیفہ۔ (۲) امیر۔ (۳) ملک

لہٰذا اس حدیث مبارکہ کا مصداق وہ اشخاص ہوں گے جو خلیفہ بادشاہ یا امیر گزرے ہوں گے دوسرا شخص اس کا مصداق نہیں۔

کتب شیعہ سے خلیفہ اور امیر کی شرائط:

۱) اسلامی ملک کی سرحدوں کی ذمہ داری خلیفہ وامام پر عائد ہوتی ہے (اصول کافی ۱/۲۰۰)۔

۲) حدود کا قیام (یعنی زانی، شرابی قازف، ڈاکو پر حدود جاری کرنا جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائی ہیں) زکوٰۃ وعشر وجزیہ کی وصولی اور نظام اسلامی کا قیام امام کی ذمہ داری ہے۔ (کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ، جلد۱، صفحہ۵۶، فی عدد الائمہ)

۳) دنیا سے شر فساد اور ظلم وستم مٹانا بھی خلیفہ وامیر کی ذمہ داری ہے۔

(حدیقۃ الشیعہ، صفحہ۴۷۳، مقدس اردبیلی، مطبوعہ تہران)

۴) خمس وصول کرنا خلیفہ وقت کی ذمہ داری ہے۔ (اصل الشیعہ، صفحہ۱۸۵)

۵) امام وخلیفہ کا بہادر ہونا بھی ضروری ہے تاکہ فریضہ جہاد بھی ادا کرا سکے۔ (عیون الحیوۃ ملا باقر مجلسی، صفحہ۸۴، تنویر ششم تہران)

ان شرائط امامت وخلافت کو پڑھنے کے بعد یہ بات روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہو جاتی ہے کہ مذکورہ بالا حدیث مبارکہ کا مصداق وہ اشخاص نہیں جن کو شیعہ منصوص بارہ امام سمجھتے ہیں کیونکہ ایک تو حدیث میں الفاظ خلیفہ امیر اور ملک کے آئے اور دوسرے یہ کہ خلافت کی شرائط ائمہ میں نہیں پائی جاتی لہٰذا اس حدیث کے مصداق خلفاء میں سے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت سیدنا عثمان غنی،

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین سرفہرست ہیں۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ ان بارہ خلفاء میں سے شروع والوں کی تعیین رسول اللہ ﷺ نے خود فرمادی ہے۔ جس کے بعد کسی کو اپنے عقلی گھوڑے دوڑانے کی اجازت نہیں۔

امام ابوالقاسم سلیمان ابن احمد طبرانی علیہ الرحمہ سند صحیح کے ساتھ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یکون بعدی اثنا عشر خلیفة ابوبکر صدیق لایلبث بعدی الا قلیلا۔

ترجمہ: ”میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھوڑے دن ہی رہیں گے پھر عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما کا ذکر فرمایا“۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، جلد۱، صفحہ۲۱، دارالکتب العلمیہ بیروت۔ طبرانی اوسط، جلد۸، صفحہ۳۱۹۔ مجمع الزوائد، جلد۵، صفحہ۱۷۸)

مذکورہ بالا دلائل سے معلوم ہوا کہ بارہ خلفاء سے مراد وہ خلفاء ہیں جو والیانِ اُمت ہوں اور عدل و شریعت کے مطابق حکم کریں۔ ان کا متصل ہونا ضروری نہیں اور نہ حدیث میں کوئی لفظ اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ متصل ہوں گے ان بارہ میں سے خلفاء اربعہ و امام حسن مجتبیٰ و حضرت امیر معاویہ و حضرت عبداللہ بن زبیر و حضرت عمر بن عبدالعزیز اور آخر زمانہ میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہم اجمعین ہوں گے یہ نو ہیں باقی تین کی تعیین پر کوئی یقین نہیں ایسا ہی فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے، باقی اہل سنت و جماعت کو ان بارہ اماموں کی ولایت میں ذرہ برابر بھی شک نہیں وہ مرتبہ غوثیت کے حامل افراد ہیں اور حقیقت میں اہل سنت و جماعت کے امام ہیں لیکن اس حدیث مبارکہ کا مصداق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ۔

(کتب راشد محمود رضویہ عفی عنہ ربہ القوی)

غیبی تعویذ

جناب سیّد بادشاہ تبسم بخاری

ضروری نوٹ! غیبی تعویذ کا عکس مضمون کے آخر میں ملاحظہ کریں۔

دیوبندیوں کے معروف ومشہور، معتبر ومستند، جید عالم ومفتی اور پیر ومرشد جناب مولوی مفتی جمیل احمد تھانوی صاحب خود اور اپنے حلقہ کے دیگر علماء کے ذریعے آج کل ایک ”غیبی تعویز“ کی اشاعت میں بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں۔ اس کے لئے انہوں نے ہزاروں کی تعداد میں باقاعدہ اشتہار چھپوا رکھے ہیں جن کو مختلف ذرائع سے بلاتفریق مذہب ومسلک عوام الناس تک پہنچانے کا منظم اہتمام بھی ہے۔

یہ اشتہار ہمیں جامعہ اشرفیہ لاہور کے علماء کی جانب سے ملا ہے۔ اس تعویذ کا ہدیہ صرف سو روپے (۱۰۰) ہے۔ رجسٹری خرچ 6 روپے الگ۔ پتہ: مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی، ۲۰۔ سی ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ اشتہار میں اس غیبی تعویذ کے حصول کی پوری داستان درج ہے۔ آپ بھی اسی رسالہ کے صفحہ نمبر ۵۵ پر اشتہار کو ملاحظہ فرمائیں اور پھر میرے مضمون کی طرف آجائیں۔

پہلے تو عنوان بتا رہا ہے کہ یہ چیز غیبی تھی۔ مگر قربان جائیں کہ اس غیب کو بھی دیوبند کے متوالوں نے ڈھونڈ نکالا جن کا اپنا عقیدہ الا ماشاء اللہ یہ ہے کہ عطائی علم غیب بھی کسی کے لئے ماننا صریح شرک ہے۔ اشتہار میں لکھا ہے:۔

”اس کا قصہ یہ ہے کہ میرے ایک ماموں کسی جھوٹے مقدمے میں پھنس گئے تھے۔

جب ظاہری تدبیریں ناکام ہوگئیں تو بزرگوں کی تلاش ہوئی"۔

یہیں سوال پیدا ہوتا ہے کہ

☆ کیا اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنیکی تدبیر دم توڑ چکی تھی جو بزرگوں کی تلاش شروع ہوگئی۔

☆ یا یہ بزرگ کیا (معاذ اللہ) خدا تھے؟۔

☆ کیا اللہ تعالیٰ کی ذاتِ کریمہ موجود نہ تھی؟

☆ یا ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے ایمان واعتقاد ہی اُٹھ گیا تھا۔

قارئین کرام! غور فرمایئے اگر کوئی سنی بریلوی لکھتا کہ "ظاہری تدبیریں ناکام ہوگئیں تو بزرگوں کی تلاش ہوئی"۔ تو مفتیان دیوبند کی طرف سے خدا ہی جانے شرک کے فتوؤں کے کتنے تازیانے اُس غریب کی پیٹھ پر برسائے جاتے۔ اور جگہ جگہ تقریر وتحریر میں حوالہ دیا جاتا کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بندوں سے طلب کرنا مکے کے مشرکوں کا ہی تو کام تھا۔ مگر اب خیر سے بات اپنے گھر کی آگئی ہے تو دیکھئے گا کہ دُور از کار تاویلات کے کیسے کیسے دفتر کھولے جائیں گے۔ بقول علمائے دیوبند جب حیلے وسیلے اور واسطے کا اسلام میں سرے سے کوئی وجود ہی نہیں پایا جاتا اور براہِ راست اللہ تعالیٰ سے استمداد واستعانت کا حکم ہے اور صرف اللہ ہی مشکل کشاء ہے تو اب اس غیبی تعویذ کے اشتہار سے یہ نتیجہ بآسانی نکالا جاسکتا ہے کہ مشتہر کے ماموں صاحب اور دیگر ہم نواؤں نے یا تو

☆ اللہ تعالیٰ سے مدد ملنے اور مشکل حل ہونے کا ایمان وعقیدہ ہی اُٹھالیا تھا۔

☆ بزرگوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات کے برابر مشکل کشاء ماننے لگ گئے تھے۔

☆ تیسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ ان لوگوں نے اپنے قاسم العلوم والخیرات، قطب عالم اور حکیم الامت وغیرھما کے شاہی فتووں کو ہی رد کردیا ہو اور دیگر علمائے دیوبند کے اس فتوے کو بھی پس پشت ڈال دیا ہو کہ بندہ بعطائے الٰہی بھی مشکل کشا نہیں ہوسکتا۔

☆ اگر اللہ ہی مشکل کشا ہے تو کیا زندہ بزرگ سے مدد مانگنا اور مشکل کشائی کرانا اُسے اللہ

جاننے کے مترادف نہ ہوا؟

☆ اگر زندہ بزرگ سے مدد طلب کرنا شرک نہیں تو بعد از وصال اُن سے مدد طلب کرنا شرک کیسے ہوجائے گا؟ شرک تو ہر جگہ شرک ہے چاہے زندہ سے ہو چاہے صاحب قبر سے۔

آپ جو بھی تاویل فرمائیں گے دیوبندیت کا خون ضرور ہوگا۔ اگر سنی بریلوی کسی مصیبت میں پھنس جائے اور بزرگوں کے پاس جانے کا ذکر کرے تو علمائے دیوبند فوراً مشرکانہ فتوے کی توپ کے دہانوں کا رُخ اُدھر موڑ لیتے ہیں اور فرماتے ہیں: اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡن ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔ "ہی" پر خصوصی زور دیا جاتا ہے۔ اب کوئی ہے دیوبندی سپوت جو اپنے ان علماء سے جا کر نقد جواب طلب کرے کہ جو آیت کریمہ کو وہ بطورِ استدلال ہمارے خلاف پیش کرنے کا منہ رکھتے ہیں؟ آگے چلئے۔

"معلوم ہوا کہ انبالہ میں ایک تارک الدنیا بزرگ ہیں۔ وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ ایک پہاڑ کے غار میں رہتے ہیں۔ غار میں دیکھا وہ قبلہ رُو کچھ پڑھ رہے ہیں۔ یہ باادب بیٹھ گئے۔ وہ فارغ ہوئے تو سارا ماجرا معلوم ہوا"۔

اب ذرا ماجرا سنانے کی کیفیت کا نقشہ اپنے ذہن میں لایئے۔ کیا انہوں نے یہ فریاد نہ کی ہوگی۔ حضور! ہم لُٹ گئے، ہم مارے گئے، ہمارے خلاف بڑا سخت مقدمہ قائم ہوگیا ہے۔ ہماری بڑی رسوائی ہوگی۔ ہم نے ساری تدبیریں آزما ڈالی ہیں۔ نوافل پڑھے ہیں، سجود وقیام کیے ہیں، سورۂ یٰسین کے ختم کرائے ہیں اور رو رو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں بھی کی ہیں مگر مقدمہ ہے کہ ہمارے خلاف ہی جا رہا ہے۔ اور اگر بالفرض صرف اتنا ہی کہا ہو کہ حضرت! ہم پر ایک جھوٹا مقدمہ قائم ہوگیا ہے۔ دعا فرمایئے کہ اللہ ہمیں اس مصیبت سے نجات دلائے۔ تو یہ سوال پھر بھی اپنی جگہ قائم ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کی نہیں سنتا تھا؟ بزرگ کے ذریعے "چنگا" (زیادہ اچھا) سُن سکتا تھا؟۔ یعنی اپنی بات اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کے لئے بزرگ کو واسطہ کیوں بنایا گیا؟ جواب

دیجئے اور وہ بھی نقد۔ پھر اُنہوں نے اگر نوافل وسجود اور قرآنِ کریم کے ختم وغیرہ بھی کرائے تو ان پر اعتماد اور بھروسہ کیوں نہ کیا گیا۔ یا تو یہ اعمال کئے ہی نہ گئے اور اگر کئے گئے تو ان سے نا اُمید و مایوس ہو کر پھر بزرگ کی استعانت اور مدد کی ضرورت کس لئے محسوس کی گئی؟ اور اگر بالفرض یہ سب کام بھی کئے، ان پر بھی بھروسہ رکھا اور بزرگوں کے ذریعے بھی دعا کرائی گئی تو دیوبندیو! مبارک ہو۔ آپ کے فعل سے ہمارا عقیدہ ثابت ہو گیا۔ فللّٰہ الحمد۔

جب مصیبت کے مارے دیوبندیوں نے غیر اللہ کے آگے استمداد و استعانت کے لئے ہاتھ پھیلائے تو بزرگ نے کیا فرمایا۔

''فرمایا کہ واپس جاؤ، شب کو پہنچو گے، سیدھے گھر جانا''۔

گویا بزرگ کو علم غیب حاصل تھا کہ بتا دیا کہ تم چونکہ بخیریت گھر پہنچو گے اور راستے میں تمہیں کوئی حادثہ پیش نہیں آئے گا۔ لہٰذا سیدھے گھر جانا۔ بزرگ کو نہ صرف مسافت کا علم تھا بلکہ مصیبت زدہ دیوبندیوں کے پیدل چلنے کی رفتار کا بھی علم تھا اس لئے یہ بھی بتا دیا کہ سورج غروب ہونے سے قبل نہیں بلکہ رات کو پہنچو گے۔ پھر وہ بزرگ پوچھتے ہیں۔

''تمہارے محلہ میں مسجد ہے؟ عرض کیا جی ہاں! فرمایا کہ اس میں کوئی قبر بھی ہے؟ عرض کیا جی ہاں! فرمایا جماعت سے نماز پڑھنا۔ قبر کے سرہانے اینٹ رکھی ہوگی۔ اُس کے نیچے سے وہ تعویذ نکال لو۔ جس کام کے لئے وہ لے کر جاؤ گے اللہ چاہے کامیاب ہو گے''۔

کیا تعویذ کے بغیر اللہ تعالیٰ کے چاہنے پر کوئی پابندی عائد کر دی گئی تھی جو تعویذ پاس رکھنا ضروری ہو گیا تھا؟ کیا قرآن وحدیث میں کوئی حکم ہے کہ مجھ سے مدد چاہنے کے لئے اس قسم کا تعویذ رکھنا لازم و واجب ہے؟ اگر کہیں سے اثبات کا استدلال کریں گے تو ہمارا عقیدہ ثابت اور اگر نفی پر دلائل دیتے ہیں تو اپنا شرک ثابت۔ جو طریقہ اپنائیں گے دیوبندیت کا خون ضرور ہوگا۔ بزرگ نے جو یہ فرمایا کہ تمہارے محلہ میں مسجد ہے؟ اس میں کوئی قبر ہے؟ یہ استفہامیہ انداز بے خبری کے طور پر

نہیں بلکہ اس طرزِ کلام سے علم غیب کا احساس دلانا اور مقام وجگہ کے تعین کی نشاندہی مقصود ہے۔ بتایا جا رہا ہے کہ بزرگ تارک الدنیا تھے۔ دنیا ومافیہا سے ان کا کوئی سروکار ہی نہ تھا۔ وہ کہیں دور پہاڑ کے غار میں بیٹھ کر محض اللہ اللہ کر رہے تھے۔ تو جب ان کا کسی گاؤں محلے میں آنا جانا ہی نہ تھا اور دنیا سے منہ موڑے بیٹھے تھے تو اُنہیں مسجد اور قبر کا پتہ کیسے چل گیا۔ ظاہر ہے اس علم کا تعلق غیب سے ہے جو علمائے دیوبند کے عقیدے کے مطابق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے۔ اگر یہ عقیدہ درست ہے تو اشتہار میں اس ''مشرکانہ عقیدے'' کی تشہیر کس لئے کی جا رہی ہے۔ فتویٰ کیا اور تشہیر کیا؟ بات بنتی نظر نہیں آتی۔ اور اگر بالفرض وہ بزرگ پہلے سے اُس علاقے اور مسجد وغیرہ سے واقف تھے، پھر بھی یہ سوال اپنی جگہ باقی رہتا ہے کہ اُس قبر کے سرہانے رکھی اینٹ کے نیچے پڑے تعویذ کے بارے میں انہیں فی الفور کس طرح خبر ہو گئی تھی۔ کوئی جواب ہو تو پیش فرمایئے۔

پھر بزرگ فرماتے ہیں کہ اس تعویذ کو جہاں لے کر جاؤ گے اللہ چاہے کامیاب ہو گے۔ ''اللہ چاہے'' کے الفاظ کو تکلّف کے طور پر ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ ہی کے چاہنے پر سب کچھ منحصر ہے تو پھر تعویذ پاس رکھنے اور لے جانے کی ضرورت چہ معنی دارد؟ اللہ تعالیٰ موجود ہے مگر ماموں صاحب گرفتارِ مقدمہ ہیں۔ معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کی موجودگی اور اس کی مدد و استعانت اور مشکل کشائی کو کافی نہیں سمجھا گیا جبھی تو بزرگ کی تلاش میں دردر کی خاک چھانی جا رہی ہے اور بریلویوں کو گھر آ کر بتایا جاتا ہے۔

جس نے بندے سے مانگا خدا چھوڑ کر
وہ ابوجہل ہے اور ابولہب ہے [1]

اور اگر اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ ساتھ تعویذ لینے سے گویا اس حیلے اور وسیلے سے عقیدۂ

---

[1] بلکہ دار الاشاعت کراچی سے شائع کردہ تقویۃ الایمان اور تذکیر الاخوان کے ساتھ شامل رسائل میں سے ایک رسالہ ''حاذق الاشرار'' بھی شامل ہے جس میں لکھا ہے کہ

تجھ سے سوا مانگے جو غیروں سے مدد — فی الحقیقت ہے وہی مشرک اشد
دوسرا اس سے نہیں دنیا میں بد — ہے گلے میں اس کے حبل من مسد
سب سے اس پر لعنت و پھٹکار ہے

(صفحہ ۴۲۱، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی) (میثم رضوی)

توحید میں کوئی فرق نہیں آتا تو پھر اہل سنت و جماعت کو طعن و تشنیع کا نشانہ کیونکر بنایا جاتا ہے؟۔

قارئین توجہ فرمایئے! جب ہم سُنی (دیوبندیوں کی سنیت و حنفیت ہرگز ثابت نہیں البتہ وہابیت ثابت ہے) علم غیب کی بات کریں تو بے شمار آیاتِ کریمہ سے استدلال کیا جاتا ہے کہ عطائی علم غیب کا عقیدہ بھی شرک ہے۔[1] حالانکہ اُن آیاتِ کریمہ میں حقیقی، ذاتی، قدیمی اور ازلی علم غیب مراد ہے اور یہی اہل ایمان کا عقیدہ ہے۔ فقط ایک ہی آیت مقدسہ پیش خدمت ہے۔ جس سے وہ استدلال کرتے ہیں کہ عطائی علم غیب بھی شرک ہے۔ ملاحظہ کیجئے

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ○ (سورۃ لقمان، آیت ۳۴) "یعنی بیشک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ رحموں میں کیا ہے۔ اور کوئی بھی نہیں جان سکتا کہ وہ کل کیا عمل کرے گا اور نہ کوئی یہ جان سکتا ہے کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ بیشک اللہ ہی علم والا ہے، خبر رکھنے والا ہے"۔ (ترجمہ مولوی عبدالماجد دریا آبادی)

اس آیت کریمہ سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ ان سب اشیاء کا علم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے۔ اُس کے سوا کوئی بھی نہیں جان سکتا۔ اب ایک طرف آیت کریمہ کے یہ الفاظ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا۔ اور کوئی بھی نہیں جان سکتا کہ وہ کل کیا عمل کرے گا۔ ذہن میں رکھئے یعنی آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ مستقبل کے بارے میں کوئی فرد نہیں جان سکتا۔ کل کیا ہوگا، سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی بھی نہیں جان سکتا۔ اور دوسری طرف بزرگ کے یہ الفاظ

[1] امام الوہابیہ و دیوبندیہ مولوی اسماعیل دہلوی نے علم غیب عطائی کو بھی غیر اللہ کے لئے ثابت کرنا شرک قرار دیتے ہوئے لکھا ہے "سو اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء اور اولیاء سے رکھے خواہ پیر اور شہید سے خواہ امام اور امام زادے سے خواہ بھوت اور پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے"۔ (تقویۃ الایمان، صفحہ ۳۰، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ، لاہور) (میثم رضوی)

ملاحظہ کیجئے کہ جس کام کے لئے بھی لے کر جاؤ گے کامیاب ہو گے۔ کامیابی یا ناکامی کا تعلق جب کل سے ہے، آنے والے وقت سے ہے تو پھر یہ علم بزرگ کو کس طرح حاصل ہو گیا۔ اس آیت کی تشریح حاشیہ میں مولوی عبدالماجد دریا آبادی یوں کرتے ہیں۔

"جب انسان کو اپنے ہی کل سے متعلق تفصیلی اور تحقیقی خبر نہیں ہو سکتی تو ظاہر ہے کہ دوسروں کے مستقبل سے متعلق تو اتنی بھی نہیں ہو سکتی"۔

جب ایک طرف یہ عقیدہ ہو کہ دوسروں سے متعلق اتنی بھی خبر نہیں ہو سکتی تو بتایئے کہ اُس بزرگ نے جو بتایا کہ تم لوگ شب کو پہنچو گے اور جہاں تعویذ لے کر جاؤ گے کامیاب ہو گے۔ کیا یہ واقعہ، اس پہ ایمان اور اس کی تشہیر اس بات کا کھلا ثبوت نہیں کہ علمائے دیوبند دوغلی پالیسی اختیار کرتے ہوئے رقم بٹورنے کے لئے اپنے عقیدے کی نفی خود کر رہے ہیں۔ اگر واقعہ درست ہے تو عقیدہ غلط ہو گا اور اگر عقیدہ درست ہے تو پھر واقعہ غلط ہو گا۔ مگر واقعہ کیسے غلط ہو سکتا ہے۔ جن کے عقیدے میں خدا تو جھوٹ بول سکتا ہے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) مگر ان کی زبان سے سچ نکلوانے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ استغفر اللہ۔ بہر حال اجتما الضدین محال ہے۔ یہ مذکورہ واقعہ اور علمائے دیوبند کا عقیدہ دونوں ایک جگہ ہرگز ہرگز جمع نہیں ہو سکتے۔ اگر عقیدہ اور واقعہ میں تاویل کرتے ہیں، اور پھر تطبیق دے کر جواب دیتے ہیں تو بحمد اللہ تعالیٰ ہم سُنیوں کا عقیدہ ثابت ہو گیا۔ جو صورت اختیار کریں گے دیوبندیت کا خون ضرور ہو گا۔ خیال رہے کہ بزرگ نے جو آئندہ کی خبر دی ہے وہ تفصیلی بھی ہے اور تحقیقی بھی۔ کیونکہ انہوں نے فرمایا کہ جس کام کے لئے جہاں بھی لے کر جاؤ گے کامیابی سے ہمکنار ہو گے اور اس کا ثبوت مشتہرین اور معتقدین کی یہ عبارت ہے۔

"تعویذ کو جہاں آزمایا صحیح پایا"

تحقیقی خبر ہوئی یا نہیں؟ اور یہ پوچھنا تو ابھی باقی ہے کہ "تعویذ کو جہاں آزمایا صحیح پایا" اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر کی ذات کریمہ کو جہاں آزمایا، کیونکر صحیح نہ پایا؟

رہی بات تعویذ کی عبارت تو یہ تعویذ اب تک ہماری نظر سے نہیں گذرا کہ اس میں

آیاتِ قرآنی ہیں یا کوئی اور دوسری قسم کے کلمات ہیں۔ آیاتِ قرآنی ہونے کی توقع تو نہیں ہوسکتی اس لئے کہ جس کاغذ کو زمین پر قبر کے سرہانے ایک اینٹ کے نیچے رکھا گیا ہے، اگر کوئی آیاتِ قرآنی لکھ کر یہ عمل کرے تو وہ گنہگار کہلائے گا۔ اور اگر بالفرض اس میں آیات قرآنی ہیں اور کہا جائے کہ آیاتِ قرآنی اللہ کا کلام ہے، یہ تو مشکل کشائی اور حاجت روائی کرتا ہے۔ بیشک اہل اسلام کا اس پہ ایمان ہے مگر یہ سوال تو اپنی جگہ پر پھر بھی قائم و دائم رہے گا کہ اس تعویذ کے بارے میں اس بزرگ کو اتنی دُور سے کیسے پتہ چل گیا۔ اور پھر یہ کیسے خبر ہوئی کہ اُسے جہاں لے کر جاؤ گے کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔ اگر آیاتِ قرآنی تھیں تو بزرگ یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ ایک چھوٹا سا قرآن کریم اپنی جیب میں رکھ لینا۔ جہاں جاؤ گے کامیاب ہوگے۔ یا یہ کہ دیتے سورۃ یٰسین اپنی جیب میں رکھ لینا۔ یا کوئی اور آیات کریمہ پڑھنے لکھنے کی ہدایت کرتے۔ یہ تعویذ کی نشاندہی اور وہ بھی قبر کے سرہانے کیوں ضروری ہوگئی تھی؟۔

اگر قارئین تھوڑا سا سمجھنے کی کوشش فرمائیں تو سمجھ لیں گے کہ دراصل وہ قبر کسی ولی کی تھی۔ جس کے سرہانے پڑے ہوئے تعویذ میں کوئی خاص فیض اور برکت شامل ہوگئی تھی۔ افسوس اور صد افسوس! ہم سُنیوں کو "قبر پجو، قبر پجو" کا طعنہ دینے والوں کا اپنا گزارہ بھی قبر کے بغیر نہ ہوا۔ اور اپنی حاجت روائی و مشکل کشائی کے لئے خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر ولی کی قبر پر جانکلے۔ فیاللعجب۔ اشتہار میں تعویذ کا ہدیہ ۱۰۶ روپے درج ہے۔ یعنی ۱۰۰ روپے اصل ہدیہ اور چھ روپے رجسٹری خرچ ہمیں طعنہ دیا جاتا ہے کہ یہ بریلوی تعویذ گنڈوں کی شیرینی سے ہی تو اپنا پیٹ بھر رہے ہیں۔ اب ہماری بریلویوں سے گذارش ہے کہ وہ ۱۰۶ روپے روانہ کر کے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیروکاروں سے تعویذ ضرور منگوائیں تا کہ اُنہیں بھی لذت کام و دہن بدستور حاصل رہے۔ آخر میں صرف اس قدر کہ

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بندِ قبا دیکھ

غیبی تعویذ

اس کا قصہ یہ ہے کہ میرے ایک ماموں کسی جھوٹے مقدمے میں پھنس گئے تھے جب ظاہری مادی ہر تدبیر ناکام ہو گئیں تو بزرگوں کی تلاش شروع کی معلوم ہوا کہ انبالہ میں ایک تارک دنیا بزرگ ہیں۔ وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ ایک پہاڑ کے غار میں رہتے ہیں۔ غار میں دیکھا وہ قبلہ رو کچھ پڑھ رہے ہیں۔ یہ باادب بیٹھ گئے۔ وہ فارغ ہوئے تو سارا ماجرا معلوم ہوا فرمایا کہ واپس جاؤ۔ شکر پہنچو گے۔ سیدھے گھر جانا۔ تمہارے محلہ میں مسجد ہے؟ عرض کیا جی ہاں! فرمایا کہ اس میں کوئی قبر بھی ہے؟ عرض کیا جی ہاں! فرمایا جماعت سے نماز پڑھنا قبر کے سرہانے اینٹ رکھی ہوگی اس کے نیچے سے وہ تعویذ نکال رکھیں کام کے لئے وہ لیکر جاؤ گے اللہ چاہے کامیاب ہو گے۔ ان کا بیان ہے کہ تعویذ کئی جگہ آزمایا۔ مجرب پایا۔ میں نے بھی ایک معطل کو دیا تو بحال ہو گئے۔ ایک کرایہ کا مکان نہ چھوڑنے والے کے لئے دیا وہ چھوڑ گیا ایک مریض کو امریکہ آپریشن کے لیے جانے سے روک کر دیا وہ اب خوب چلتا پھرتا تندرست ہے۔ صحت کے لیے بوتل میں پانی بھر کر اس میں ڈال دیں۔ اور دو، چار قطرے روزانہ پلا دیں۔ پانی کم ہو جائے تو اور ڈال دیں۔ گھر میں کوئی اثر ہو تو پچکاری سے چھڑک دیں کیونکہ اس میں خوشبوؤں اور عامل کے کاموں کا دخل ہے۔ اس لیے یہ ۱۰۰/ روپے ہدیہ ہے خرچ رجسٹری ۶ روپے اور رنگ منگوانا ہو تو دو روپے۔

پتہ: مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی
۲۰۔سی ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

قبر انور کعبہ اور عرش سے افضل ہے

تحریر و ترتیب: علامہ قاضی غلام محمود ہزاروی

نحمده ونصلی ونسلّم علیٰ رسوله الکریم وعلیٰ الہٖ و اصحابه اجمعین۔

اما بعده! تمام متقدمین ومتاخرین علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کائنات کی ہر جگہ سے افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش سے بھی افضل ہے۔

قاضی عیاض مالکی متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں۔

ولا خلاف ان موضع قبرہٖ افضل بقاع الارض۔

ترجمہ: ''یعنی اس بات میں علمائے کرام کے درمیان کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی قبر انور کی جگہ تمام روئے زمین سے افضل ہے''۔ (شفاء، جلد۲، ص ۷۵ مطبوعہ عبدالتواب اکیڈمی ملتان)

واضح ہو کہ تمام علماء تسلسل اور تواتر کے ساتھ قبر انور کی تمام روئے زمین پر فضیلت کا اظہار کرتے ہیں۔

فقہاء اسلام کی تصریحات:

علامہ خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں لکھتے ہیں کہ:

''نبی کریم ﷺ کی قبر انور صرف تمام روئے زمین سے ہی افضل نہیں، بلکہ تمام آسمانوں سے، عرش سے اور کعبہ سے بھی افضل ہے جیسا کہ علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔ اس کی وجہ نبی کریم ﷺ کا شرف اور عالی قدر ہے۔ علامہ قرافی نے ''قواعد'' میں لکھا ہے کہ فضیلت کے کئی اسباب ہوتے ہیں کبھی کسی چیز کی ذات میں فضیلت ہوتی ہے جیسا کہ علم میں ہے، کبھی کثرتِ عبادت کی وجہ سے فضیلت ہوتی ہے، کبھی ظرف کی وجہ سے فضیلت ہوتی ہے کبھی مجاورت (قُرب اور اِتصال) کی وجہ سے فضیلت ہوتی ہے جیسا کہ قرآن مجید کی جلد کی قرآن مجید کی وجہ سے فضیلت ہے اور کبھی کسی جگہ مقام کرنے

کی وجہ سے اس مقام کی فضیلت ہوتی ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی قبر (شریف) کی فضیلت تمام روئے زمین ہے اور یہ کہنا غلط ہے کہ افضلیت کا مدار اعمال ہیں اور قبر پر کوئی عمل نہیں ہے، اس سے تو یہ لازم آئے گا کہ صرف قرآن مجید افضل ہو اور اس کی جلد افضل نہ ہو'' اس بات کا باطل ہونا بالکل بدیہی (ظاہر) ہے۔

علامہ سبکی نے اس کی موافقت میں فرمایا کہ اس پر اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کی قبر (شریف) رُوئے زمین میں سب سے افضل ہے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے تو اس سے قبر انور مستثنیٰ ہے۔

دیکھئے جب کوئی شخص عظیم ہو تو اس کے رہنے کی جگہ بھی عظیم ہوتی ہے اور علامہ ابن عبدالسلام نے فرمایا کہ نبی ﷺ کی قبرِ انور تمام جگہوں سے افضل ہے۔ کیونکہ آپ کی قبر مبارک پر اللہ تعالیٰ کی رحمت، رضوان اور فرشتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے۔ احناف میں سے علامہ سروجی نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی قبر انور کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ ہر شخص اس جگہ دفن کیا جاتا ہے جہاں کی مٹی سے اس کی پیدائش ہوتی ہے''۔

علامہ خفاجی مزید فرماتے ہیں:

''میں کہتا ہوں کہ اس سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) کی فضیت بھی ثابت ہوتی ہے۔ جن کی قبریں آپ کی قبر (انور) کے ساتھ ہیں۔ ''عوارف المعارف'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اجزاء بدنی زمین کی ناف سے لئے گئے ہیں جو کعبہ کی جگہ ہے اور وہی جگہ تکوین (یعنی مخلوقات کے پیدا ہونے) کی اصل ہے اور تمام کائنات اس کے تابع ہے اور جب طوفان نوح آیا تو وہ مٹی بہہ کر مدینہ میں اس جگہ آگئی جہاں اب آپ ﷺ کی قبر مبارک ہے اور اس بات کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ بعض روایات میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہمارے نبی کریم ﷺ کی قبر انور کی جگہ کی زیارت کی اور یہ خبر دی کہ عنقریب آپ کو اس جگہ دفن کیا جائے گا''۔ (علامہ شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ، نسیم الریاض، جلد۳، ص ۵۳۲، مطبوعہ بیروت)

وآخر دعونا ان الحمد لله رب العلمین۔

محفل میلاد النبی کے سلسلہ میں ایک تحریف کا انکشاف

میثم عباس رضوی

مقلد وغیر مقلد وہابیوں کے امام ابن تیمیہ کی کتاب بنام ''اقتضاء الصراط المستقیم'' کا ترجمہ وتلخیص بنام ''جادہ حق'' مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی نے کی اور اس کتاب کو غیر مقلد وہابیوں کے ادارہ ترجمان السنہ شیش محل روڈ لاہور نے 1984ء میں شائع کیا۔اس کتاب میں ابن تیمیہ نے محفل میلاد النبی ﷺ کے بارے میں جو لکھا وہ ملاحظہ کریں:

''مسلمان یہ چیز یا تو عیسائیوں کی تقلید میں کرتے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم ولادت میں عید مناتے ہیں اور یا رسول اللہ صلعم کی محبت وتعظیم کی وجہ سے کرتے ہیں خدا اس بدعت پر نہیں لیکن اس محبت اور اجتہاد پر انہیں ثواب دے گا''۔(جادہ حق، صفحہ ۶۲ مطبوعہ ادارہ ترجمان السنہ شیش محل روڈ، لاہور)

اس اقتباس سے ثابت ہوا کہ میلاد النبی ﷺ منانے والے مسلمانوں کو ثواب ملے گا یہ عبارت منکرین میلاد کے لئے ایک زبردست طمانچہ ہے جو کہ میلاد منانے والے کو بدعتی اور جہنمی کہتے ہیں اس اقتباس پر ابن تیمیہ کی کتاب کے مترجم عبدالرزاق ملیح آبادی نے ۳ سطری حاشیہ لکھا جس میں ایک جگہ محفل میلاد کے جواز کو تسلیم کرتے ہوئے لکھا کہ ''میلاد کی مجلس محض ایک تاریخی یادگار منانے کی حیثیت سے منعقد کی جاسکتی ہے'' (جادہ حق، صفحہ ۶۲، ترجمہ وتحشیہ مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی)

یہ دونوں اقتباس منکرین میلاد کے لئے زہر کی حیثیت رکھتے ہیں کہ ان کے نزدیک تو محفل میلاد کے جائز ہونے کی کوئی صورت ہی نہیں ہے۔ابن تیمیہ کی اس کتاب ''اقتضاء الصراط

المستقیم'' کے ترجمہ وتلخیص کو وہابیوں کے ایک مشہور ادارے ''دارالسلام'' نے شائع کیا ہے اور اس کا نام ''جادۂ حق'' کی بجائے ''فکر وعقیدہ کی گمراہیاں اور صراط مستقیم کے تقاضے'' رکھا گیا ہے دارالسلام کی شائع کردہ اس کتاب میں ابن تیمیہ کی نقل کردہ عبارت صفحہ ۷۳ پر موجود ہے۔لیکن مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی کے لکھے ہوئے حاشیہ میں سے وہ عبارت نکال دی گئی ہے جس میں تاریخی یادگار کے طور پر محفل میلاد منانا جائز قرار دیا گیا ہے۔یہ ہے ان وہابیوں کی دیانت کہ انہوں نے یہودیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس حاشیہ میں تحریف کردی اور اس عبارت کو ہی نکال دیا تاکہ کسی اہل سنت کو اس عبارت کا پتہ نہ چل سکے لیکن اللہ تعالیٰ ان ظالموں کے دجل وفریب ہم پر ظاہر کردیتا ہے۔الحمدللہ۔ابن تیمیہ نے اپنی اس کتاب ''اقتضاء الصراط المستقیم'' میں ایک اور جگہ میلاد شریف منانے والے مسلمانوں کے بارے میں لکھا ہے کہ ولادت نبوی کے وقت کی تعظیم اور اسے عید بنانے میں بعض لوگوں کو عظیم ثواب حاصل ہوسکتا ہے یہ ثواب ان کی نیک نیتی اور رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے ہوگا۔(اقتضاء الصراط المستقیم ترجمہ وتلخیص بنام فکر وعقیدہ کی گمراہیاں اور صراط مستقیم کے تقاضے صفحہ ۷۷، مطبوعہ دارالسلام لاہور) اس اقتباس میں بھی ابن تیمیہ نے تسلیم کیا کہ میلاد شریف کو عید بنانے والے مسلمانوں کو ثواب مل سکتا ہے اور ایک جگہ اس کتاب میں میلاد منانے والوں کے متعلق مزید لکھا ہے کہ انہیں (یعنی اہل سنت کو) ان کی نیک نیتی اور اجتہاد پر ثواب ملے گا (اقتضاء الصراط المستقیم، صفحہ ۷۴)۔تمام غیر مقلد وہابی مولویوں سے یہ سوال ہے کہ ابن تیمیہ اور مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی کے ان اقتباسات کی روشنی میں ان پر کیا فتویٰ لگتا ہے؟ اگر فتویٰ نہ لگانے کی کوئی وجہ ہے تو اسی وجہ کو اس وقت کیوں سامنے نہیں رکھا جاتا جب ہم اہل سنت کو بدعتی مشرک وغیرہ کہا جاتا ہے؟

قسط چہارم

دیوبندی خود بدل نہیں کتابوں کو بدل دیتے ہیں

میثم عباس رضوی

دیوبندی تحریف نمبر 15: بانی جامعہ اشرفیہ مفتی محمد حسن امرتسری دیوبندی خلیفہ مولوی اشرف علی تھانوی کے حالات زندگی پر ایک کتاب ''احسن السوانح'' اس وقت میرے سامنے رکھی ہے اس کا سن طباعت جمادی الآخر 1394 ہجری ہے اس کتاب میں مفتی حسن امرتسری دیوبندی خلیفہ اشرف علی تھانوی کے ملفوظات بھی نقل کیئے گئے ہیں جن میں سے ایک ملفوظ کا عکس ملاحظہ کریں جس میں کہا گیا ہے کہ چار دیوبندیوں کو محض اس وجہ سے بخش دیا گیا کہ وہ اشرف علی تھانوی دیوبندی کے پاس جاتے تھے ذیل میں ''احسن السوانح'' کتاب سے اس ملفوظ کا عکس ملاحظہ کریں۔

۷۸۔ فرمایا: چار خواب اس مضمون کے ہیں کہ قبر میں حساب لینے کے موقع پر فرشتوں نے پوچھا کہ تم تھانہ بھون (حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی خدمت میں) جاتے ہو یا نہیں۔ جب کہا گیا کہ جاتے ہیں۔ تو اس پر ان کی مغفرت ہوگئی۔

(احسن السوانح، صفحہ 258 مطبوعہ جامعہ اشرفیہ، مسلم ٹاؤن، لاہور)

قارئین کرام آپ نے دیوبندیں کا اپنے حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے بارے غلو ملاحظہ کیا کہ صرف اشرف علی تھانوی کے پاس جانے کی وجہ سے بخشش کر دی گئی۔ اگر یہی بات کوئی اہل سنت و جماعت لکھتا تو دیوبندی دارالافتاء فتوے اُگلنا شروع کر دیتے اور دیوبندی بھانڈ مقررین کی طرف سے اس کا مذاق اڑایا جاتا۔ لیکن یہاں معاملہ چونکہ اپنے گھر کا ہے اس لئے زبان بند رکھی جائے گی۔ اصل بات جو میں کرنا چاہ رہا تھا وہ یہ ہے کہ احسن السوانح کے نئے ایڈیشن میں

سے یہ بات ایسے نکال دی گئی ہے جیسے کہ شیطان نے دیوبندیوں کے دلوں سے اللہ و رسول اللہ ﷺ کی عظمت نکال دی ہے۔ مندرجہ بالا اقتباس جس کا آپ نے عکس ملاحظہ کیا اپنے سیاق وسباق کے اعتبار سے ''احسن السوانح'' کے نئے ایڈیشن کے صفحہ ۴۹۱ پر ہونا چاہئے تھا لیکن دیوبندیوں کے ایک ذمہ دار ادارے جامعہ اشرفیہ نے اس واقعہ کو نکال کر یہودیت کی پیروی کی ہے۔

دیوبندی تحریف نمبر 16: دیوبندی اکابرین نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو مشکل کشا لکھا ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب تعلیم الدین صفحہ ۱۷ امطبوعہ دارالاشاعت کراچی، مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی نے سلاسل طیبہ صفحہ ۱۴، مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی کتاب کلیات امدادیہ صفحہ ۱۰۳، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی، سلاسل طیبہ از قاری عبد القادر دیوبندی، صفحہ ۲۴، مطبوعہ حیدر آباد، تذکرہ حسن صفحہ ۲۳۵، مطبوعہ جامعہ اشرفیہ، میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا لکھا ہے۔ ذیل میں تذکرہ حسن کے اس حصہ کا عکس ملاحظہ کریں جس میں حضرت علی کو مشکل کشا لکھا گیا ہے۔

ہادیِ عالم علی رضی اللہ عنہ مشکل کشا کے واسطے

(تذکرہ حسن صفحہ ۲۳۵، مطبوعہ جامعہ اشرفیہ لاہور، مصدقہ مولوی خیر محمد جالندھری دیوبندی)

اس کتاب ''تذکرہ حسن'' کو ''احسن السوانح'' نامی کتاب میں شامل کر کے جامعہ اشرفیہ کی طرف سے شائع کیا گیا اس میں وہ ''شجرہ پیران چشت اہل بہشت'' بھی شامل کیا گیا ہے لیکن اس میں بھی دیوبندی اپنی ''فنکاری'' دکھانے سے باز نہ آئے اور اس مصرعہ میں تحریف کر دی اور مشکل کشا کے الفاظ نکال دیئے۔ ذیل میں احسن السوانح میں شامل اس تحریف شدہ مصرعہ کا عکس ملاحظہ کریں۔

ہادی عالم علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کے واسطے

(احسن السوانح (قدیم) صفحہ ۵۶۵، مطبوعہ جامعہ اشرفیہ، لاہور)

یہاں بھی دیوبندیوں نے مشکل کشا کا لفظ نکال کر اپنے بغض باطن کا ثبوت دیا ہے نیز سابق مہتمم دیوبند قاری طیب دیوبندی کی کتاب ''کلمہ طیبہ'' کے ساتھ ایک رسالہ ''کلمات طیبات'' بھی شامل ہے اس رسالہ کے آخر میں صفحہ ۱۵۷ تا ۱۵۹ پر بھی یہی تحریف شدہ شجرہ شامل ہے۔

قسط چہارم

وہابیوں کے تضادات

میثم عباس رضوی، لاہور

تضاد نمبر ۲۴:

غیر مقلد وہابی مولوی عبدالقادر حصاروی نے اپنی کتاب ''معیار صداقت'' میں أئمہ اربعہ اور ان کے اختلاف کے بارے میں لکھا ہے کہ ''اگر کوئی یہ کہے کہ چاروں میں فروعی اختلاف ہے اصول ایمان میں سب متفق ہیں تو یہ بھی غلط ہے''۔ (معیار صداقت، صفحہ ۳۵، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ، فیصل آباد)

جبکہ اس کے برخلاف ایک وہابی نجدی عبدالرحمٰن بن حماد آل عمر نے اپنی کتاب ''دین حق'' میں غیر مقلد وہابی مولوی عبدالقادر حصاروی کے مندرجہ بالا اقتباس کے بالکل خلاف لکھا ہے۔ ذیل میں وہ اقتباس ملاحظہ کریں جس میں لکھتا ہے کہ

''یہ چاروں فقہی مذاہب اسلامی اصول میں متفق اور ایک ہیں اور ان میں باہمی کسی طرح کا کوئی اختلاف نہیں اور ان سبھی کا مرجع اور سرچشمہ قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے''۔

(دین حق صفحہ ۱۲۶، مصنف عبدالرحمٰن بن حماد آل عمر، مترجم سعید احمد قمر الزمان، مرکز الدعوة والارشاد، بحرین)

ملاحظہ کیجئے کہ ایک مولوی کے نزدیک أئمہ اربعہ کو اصول میں متفق کہنا غلط ہے جب کہ دوسرا اسی کی تغلیط کرتے ہوئے أئمہ اربعہ اور ان کے فقہی مذاہب کو اصول میں متفق اور یکساں قرار دے رہا ہے۔

تضاد نمبر ۲۵:

غیر مقلد وہابی مولوی عبدالقادر حصاروی نے أئمہ اربعہ کو برحق کہنا غلط قرار دیتے ہوئے لکھا

ہے کہ

''حق ان چاروں میں دائر ہے یا ان میں سے ہر فرقہ مستقل حق پر ہے؟ اگر چاروں میں صداقت اور حقانیت دائر ہے تو پھر ایک ایک فرقہ میں حق تقسیم ہوگا پھر چاروں فرقوں کے احکام اور مسائل پر عمل کرنا لازم ہوگا یہ باطل ہے''۔ (معیار صداقت، صفحہ ۳۵)

جبکہ مولوی عبدالقادر حصاروی کے اس نظریہ کے بالکل برعکس مشہور غیر مقلد وہابی مولوی محمد اسماعیل سلفی نے اپنی کتاب ''تحریک آزادی فکر'' میں لکھا ہے کہ ''یہ مسلمہ ہے کہ أئمہ اربعہ حق پر ہیں یہ چاروں نہریں ایک ہی دریا سے نکلی ہیں''۔ (تحریک آزادی فکر، صفحہ ۳۰۳، مطبوعہ مکتبہ نذیریہ، جامع مسجد قبا، چناب بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور)

یہاں بھی قارئین آپ نے ان کا اختلاف ملاحظہ کیا کہ ایک مولوی أئمہ اربعہ کو حق کہنے والوں کو غلط کہہ رہا ہے جبکہ اس کے برخلاف دوسرا کہہ رہا ہے کہ یہ بات مسلمہ ہے کہ أئمہ اربعہ حق پر ہیں۔

تضاد نمبر ۲۶:

غیر مقلد وہابیوں کے فتاویٰ ستاریہ میں مرغ کی قربانی کو جائز قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ

''شرعاً مرغ کی قربانی جائز ہے کوئی غریب اگر اس مسئلہ پر عمل کرے تو اس کو مورد الزام نہ بنانا چاہئے کیونکہ حضرت بلال وابوہریرہ رضی اللہ عنہما جیسے صحابہ سے یہ امر ثابت ہے''۔ (فتاویٰ ستاریہ، جلد ۲، صفحہ ۲۷،۳،۷، مکتبہ سعودیہ، حدیث منزل کراچی) اس فتاویٰ ستاریہ کی جلد چہارم میں لکھا ہے کہ

''مفلس، نادار راغب طلب ثواب کے لئے مرغ کی قربانی جائز جانتے ہیں''

(فتاویٰ ستاریہ، جلد ۴، صفحہ ۱۴۴، مطبوعہ مکتبہ سعودیہ، حدیث منزل کراچی)

جبکہ دوسری طرف اس فتوے کا ردّ کرتے ہوئے ایک غیر مقلد مولوی نے لکھا ہے کہ ''پس پرندے مرغ وغیرہ نہ مسنہ ہیں نہ جذع ہیں اس لئے منع ہیں مرغ کی قربانی کا ثبوت کسی نص قطعی الثبوت اور قطعی الاثبات سے نہیں اور نہ قرون ثلاثہ میں اس پر تعامل پایا گیا ہے اس کو سنت قرار دینا جہالت ہے جس سے بچنا واجب ہے کیونکہ سنت وہ کام ہے جس پر نبی کریم ﷺ اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا تعامل پایا گیا ہے جب کہ حدیث فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین سے ظاہر ہے جن

جانوروں کی قربانی شعائراللہ میں شعار ہے وہ ازواج ثمانیہ ہیں جن کا ذکر ہو چکا ہے مرغ کی قربانی شعائراللہ میں داخل نہیں۔ نہ یہ ہدی ہیں ذبح ہوا اور نہ اُضحیہ اور نہ عقیقہ میں۔ یہ بعد رائے سے ایجاد کیا گیا ہے کہ اس کی قربانی مشروع ہے"۔ (فتاویٰ علمائے حدیث، جلد ۱۳، صفحہ ۷۶، مکتبہ سعیدیہ، خانیوال)

غیر مقلدین کے ان دو فتاویٰ میں دوسرا فتویٰ پہلے فتویٰ کا ردّ ہے جیسا کہ پہلے فتویٰ میں غیر مقلد وہابی مولوی نے مرغ کی قربانی کو صحابہ سے ثابت لکھا ہے جب کہ اس کے برعکس دوسرے وہابی مولوی نے کہا کہ مرغ کی قربانی سنت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف ہے اور اس کا کرنے والا سنت کا مخالف ہے۔

تضاد نمبر ۲۷:

مساجد میں محراب بنانے کے متعلق غیر مقلد وہابیوں کے "فتاویٰ ستاریہ" میں لکھا ہے کہ

"بیشک مساجد میں محراب مروجہ کا بنانا ناجائز اور بدعت ہے" (فتاویٰ ستاریہ، جلد ۱، صفحہ ۶۳)

ایک اور غیر مقلد وہابی مولوی عبدالقادر حصاروی نے لکھا ہے کہ

"حدیث اور اقوال صحابہ اور تابعین کے فرمان اور علماء محققین کے بیان سے یہ مسئلہ سورج کی طرح روشن ہے کہ محراب مسجد میں بنانا بدعت ہے اور قیامت کی نشانی ہے جو موجب مصائب ہے اور یہ نصاریٰ کا فعل ہے کہ وہ اپنے گرجاؤں میں محراب بناتے تھے"۔ (فتاویٰ اہل حدیث، صفحہ ۳۱۳، جلد ۱، ادارہ احیاء السنۃ النبویہ، ڈی بلاک، سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا)

اسی سے تھوڑا آگے لکھا ہے کہ "صحابہ کرام اور تابعین اور علماء محققین قرناً بعد قرن مطلق محراب بنانے کی مخالفت کرتے رہے ہیں"۔ (فتاویٰ اہل حدیث، صفحہ ۳۱۳)

اسی فتویٰ میں ایک جگہ لکھا ہے کہ

"محراب بنانا اجماع صحابہ کی رو سے منع اور قیامت کی نشانی ہے" (فتاویٰ اہل حدیث، جلد ۱، ص ۳۱۲)

قارئین آپ نے ملاحظہ کیا کہ غیر مقلد مولویوں نے مسجد میں محراب بنانا بدعت اور قیامت کی نشانی قرار دی ہے اب آیئے غیر مقلدوں کے بقول "اس بدعت اور قیامت کی نشانی" یعنی محراب کے جواز کے متعلق فتاویٰ جات ملاحظہ کریں۔

فتاویٰ ثنائیہ میں درج غیر مقلد وہابی مولویوں کے فتوے ملاحظہ کریں جن میں مسجدوں میں محراب بنانا جائز لکھا ہے ملاحظہ کریں۔ غیر مقلد وہابی مولوی عبدالسلام مبارک پوری نے محراب کو جائز کہتے ہوئے لکھا ہے کہ "محراب بنانا مسجدوں میں زمانہ رسالت سے اس وقت تک ثابت ہے لہٰذا اس کو بدعت کہنا غلط ہے"۔

اس فتویٰ کی تصدیق مولوی عبدالقدیر وہابی نے کی ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ، جلد ۱، صفحہ ۴۷۷، مطبوعہ ادارہ ترجمان السنہ لاہور)

مولوی عبدالرزاق غیر مقلد وہابی نے لکھا ہے کہ

"نفس محراب بنانا جائز ہے اس میں کوئی شک نہیں"۔ (فتاویٰ ثنائیہ، جلد ۱، صفحہ ۴۷۷)

مولوی یونس غیر مقلد وہابی نے لکھا ہے کہ

"مسجدوں میں جو محراب آج کل بنے ہوئے ہیں وہ درست ہیں جیسا کہ حدیث بیہقی سے ثابت ہے اس مسئلہ کی تحقیق عون المعبود میں موجود ہے جو اس کو بدعت کہتے ہیں وہ غلط کہتے ہیں۔ واللہ اعلم"۔ (فتاویٰ ثنائیہ، جلد ۱، صفحہ ۴۷۷)

مولوی ابوسعید محمد شرف الدین غیر مقلد وہابی نے کہا ہے کہ "نفس محراب جو آج کل مساجد میں ہے جائز ہے"۔ (فتاویٰ ثنائیہ، جلد ۱، صفحہ ۴۷۷)

مولوی عبدالرحمٰن غیر مقلد وہابی نے لکھا ہے کہ "محراب مسجد میں بنانا جائز ہے"۔

(فتاویٰ ثنائیہ، جلد ۱، صفحہ ۴۷۷)

قارئین آپنے ملاحظہ کیا کہ غیر مقلدوں کے ایک گروپ نے مسجد میں محراب بنانا بدعت اور قیامت کی نشانیوں سے قرار دیا ہے۔ جبکہ دوسرا گروپ اس کو جائز کہہ رہا ہے لہٰذا فقہاء کرام پر طعن کرنے والے غیر مقلد بتائیں کہ غیر مقلد وہابیوں کی جن مساجد میں محراب ہیں کیا وہ بدعتیوں کی مساجد ہیں؟ کیونکہ ان مساجد میں محراب کا ہونا بدعت اور قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اور اگر محراب بنانا درست ہے تو اس کو بدعت اور قیامت کی نشانی کہنے والے کس زمرہ میں آتے ہیں؟ کہ ان کی وجہ سے غیر مقلدوں کا ایک گروپ بدعتی قرار پاتا ہے۔

(جاری ہے)

دیو بندیوں کی طرف سے اپنے امام رشید گنگوہی پر فتویٰ کفر

﴿میثم عباس رضوی﴾

یہ عنوان دیکھ کر آپ کو حیرت ضرور ہوگی کہ کیا یہ سچ ہے؟ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ لیکن یہ بالکل سو فیصد سچ ہے اور ایسا ہو چکا ہے کہ بات بات پر اہل سنت و جماعت کو مشرک کہنے والوں کا فتویٰ اپنے ہی گھر کام آگیا۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ دیو بندیوں نے ایک کتاب بنام ''انصاف'' شائع کی ہے جس کے مرتبین کے نام کچھ یوں ہیں مولوی محمد صابر دیو بندی و مولوی عبد السلام دیو بندی و مولوی محمد امتیاز دیو بندی: یہ کتاب یوں تو ہم اہل سنت و جماعت کے خلاف لکھی گئی ہے جس میں گستاخانِ رسول اکابرین دیو بند کی لغو حمایت اور عاشقانِ رسول ﷺ اہل سنت و جماعت کے خلاف بے سروپا اور فضول باتیں لکھی گئی ہیں۔ اس کتاب کی سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ اس میں ایک جگہ مولوی رشید گنگوہی دیو بندی کی تکفیر بھی کی گئی ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اس کتاب میں لکھا گیا ہے کہ ''اطلاع علی الغیب کا پیغمبر کے لئے نہ ماننا بھی کفر ہے'' (انصاف، صفحہ ۲۶، مطبوعہ جامعہ اشاعت القرآن حضرو اٹک) یعنی جو انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے اطلاع علی الغیب کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ اب آیئے دیو بندیوں کے امام مولوی رشید احمد گنگوہی کی طرف کہ جس میں رشید احمد گنگوہی دیو بندی نے بغض رسول ﷺ کی وجہ سے چاروں ائمہ کرام پر یہ بہتان باندھتے ہوئے لکھا کہ ''ہر چہار ائمہ مذاہب و جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم

السلام غیب پر مطلع نہیں ہیں''۔ (مسئلہ علم غیب صفحہ ۳، مصنف مولوی رشید احمد گنگوہی دیو بندی مطبوعہ مکتبہ گلستانِ اسلام لاہور)۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کا یہ قول مثل بول جھوٹ پر مبنی ہے کیونکہ اس نے ائمہ اربعہ پر یہ بہتان باندھا ہے کہ ان ائمہ کے نزدیک انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں۔ اپنے اس قول مذکور کی بنا پر رشید گنگوہی دیو بندی اپنے ہی مسلک کے تین مولویوں (مولوی محمد صابر دیو بندی، مولوی عبد السلام دیو بندی، مولوی امتیاز دیو بندی) کے فتویٰ کی رو سے کافر ٹھہرا کیوں کہ انہوں نے کہا کہ نبی کے اطلاع علی الغیب کا منکر کافر ہے اور رشید گنگوہی نے لکھا کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ لغت میں لفظ مطلع کا معنی ''اطلاع دیا گیا'' لکھا ہے (فیروز اللغات، صفحہ ۱۳۲۰) ثابت ہوا کہ مولوی رشید گنگوہی دیو بندی انبیاء کے لئے اطلاع علی الغیب کا منکر ہو کر اپنے ہی دیو بندیوں کے فتویٰ کی رو سے کافر ٹھہرا۔ دوسرے لفظوں میں اسے یوں کہئے کہ اپنے ہی مسلک کے مولویوں کی چھری سے ذبح ہوگیا۔

اولیاء اللہ کی برکات (وہابی مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی کا اقرار)

(میثم رضوی)

''اہل صلاحیت کے دم قدم کی برکت سے بیماریوں اور آفتوں کا دور ہونا اور بارشوں کا بوقت ضرورت برسنا اور رزق اور مال میں افزائش احادیث صحیحہ مرفوعہ اور آثار صحابہ و تابعین اور دیگر بزرگانِ دین کے واقعات سے ثابت ہے اور یہ متواترات کی جنس سے ہے اس سے انکار کی گنجائش نہیں''۔ (سراجاً منیرا، صفحہ ۵، مؤلف مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی غیر مقلد وہابی مطبوعہ فاران اکیڈمی، اُردو بازار، لاہور)

وہابیوں کے نزدیک سنیوں کو قتل کرنا حلال اور انکا مال لوٹنا جائز ہے

﴿غیر مقلد وہابیوں کی کتب سے ناقابل تردید شواہد﴾ ﴿میثم عباس رضوی﴾

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تم پر اس شخص کا ڈر ہے جو قرآن پڑھے گا جب اس پر قرآن کی رونق آجائے گی اور اسلام کی چادر اس نے اوڑھ لی ہوگی تو اسے اللہ جدھر چاہے گا بہکا دے گا وہ اسلام کی چادر سے صاف نکل جائے اور اسے پس پشت ڈال دے گا اور اپنے پڑوسی پر تلوار چلانا شروع کر دے گا اسے شرک سے مہتم ومنسوب کرے گا (یعنی شرک کا فتویٰ لگائے گا) (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی شرک کا زیادہ حقدار کون ہے؟ شرک کی تہمت لگایا ہوا یا شرک کی تہمت لگانے والا؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شرک کی تہمت لگانے والا شرک کا زیادہ حقدار ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، صفحہ ۶۶۵، جلد ۲)

اس حدیث پاک میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک معجزہ کا بیان ہے کہ جس میں آپ ﷺ نے اس وہابی فتنے کی خبر دی کہ جو قرآن پڑھ کر مسلمانوں پر شرک کا الزام لگاتے ہیں اور مسلمانوں پر تلوار چلانا جائز سمجھتے ہیں اپنے اس مضمون میں انشاء اللہ تعالیٰ یہ ثابت کروں گا کہ وہابیوں، نجدیوں کے نزدیک اہل سنت وجماعت مشرک ہیں اور ان کے نزدیک اہل سنت کو قتل کرنا اور ان کا مال لوٹنا جائز ہے اس مضمون میں شامل تمام حوالہ جات وہابیوں، نجدیوں کے مسلمہ علماء کی کتب سے لئے گئے ہیں۔

یہ مضمون لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ بھولے بھالے بے خبر سنیوں کو بھی پتہ چل سکے کہ قرآن وحدیث کو ماننے کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے وہابی نجدی قرآن وسنت ہی کے ماننے والے مسلمانوں کے قاتل ہیں اور اپنے اس فعل کو جائز سمجھتے ہیں یہ مضمون پڑھ کر آپ یقیناً اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے کہ ملک پاکستان پر آج ان وہابیوں نجدیوں کی حکومت نہیں ہے۔

۱) ابن تیمیہ: آیئے سب سے پہلے وہابیوں کے جد اعلیٰ ابن تیمیہ نے اپنی کتاب میں انبیاء واولیاء سے مدد مانگنے والے کو مشرک قرار دیتے ہوئے اسے قتل کرنے کا مستحق قرار دیا ہے ملاحظہ کریں لکھتا ہے کہ ”جو شخص کسی نبی یا ولی کے مزار پر جائے یا ایسی قبر پر جس کے بارے میں اس کا عقیدہ ہو کہ یہ مزار کسی نبی یا ولی یا صالح کی ہے (حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں) اور وہ صاحب قبر سے سائل اور طالب حاجات ہو تو اس کی تین صورتیں ہیں۔

اوّل: ان سے حاجات کا طالب ہو مثلاً جان ومال اور اہل وعیال کی عافیت، ادائیگی قرض وانتقام دشمن وغیرہ مطالبات کے متعلق اس سے سوال کرے جن کے پورا کرنے کے سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کو قدرت نہیں تو یہ شرک صریح ہے ایسے شخص پر توبہ لازم ہے اگر اپنے فعل سے تائب نہ ہو تو وہ سزائے قتل کا مستحق ہے“۔ (زیارۃ القبور، صفحہ ۲۱، مصنف امام الوہابیہ ابن تیمیہ، مطبوعہ دار الدعوۃ السلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور پاکستان)

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ کیا کہ وہابیوں کے امام ابن تیمیہ کا عقیدہ ہے کہ انبیاء واولیاء سے مدد طلب کرنے والا مسلمان قتل کئے جانے کا مستحق ہے۔ نعوذ باللہ۔

۲) محمد بن عبد الوہاب نجدی: امام الوہابیہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کا مؤقف ملاحظہ کریں جس میں اس نے سنیوں کو قتل کرنا اور ان کا مال لوٹنا حلال ٹھہرایا ہے۔

محمد بن عبد الوہاب نجدی لکھتا ہے:

”وہ لوگ جو فرشتوں، نبیوں یا ولیوں کا قصد کرتے تھے وہ صرف ان کی سفارش کے ذریعہ قرب خداوندی حاصل کرنا چاہتے تھے اسی عقیدہ کی رو سے ان کا مال مباح اور ان کو قتل کرنا

حلال ٹھہرا"۔ (مجموعہ الجامع الفرید رسالہ کشف الشبہات، صفحہ ۱۵، مطبوعہ انصار السنۃ المحمدیہ، ۱۱ کلیا رروڈ، رستم پارک، نواں کوٹ، لاہور)

یعنی جو سنی مسلمان انبیاء و اولیاء کی شفاعت چاہتے ہیں وہ اپنے اس عقیدہ کی وجہ سے مرتد ہوئے اور ان کا مال وہابیوں کے لئے مباح ٹھہرا۔ (العیاذ باللہ من ھذہ الخرافات)

اسی مجموعہ رسائل "الجامع الفرید" میں مزید لکھا ہے۔

۳) "مرتد وہ شخص ہے جو اسلام لانے کے بعد کفر اختیار کرے پھر مرتد کی بہت سی قسمیں لکھی ہیں اور ہر قسم سے انسان مرتد ہو جاتا ہے اور ان کا خون بہانا اور مال لینا حلال ہو جاتا ہے"۔ (مجموعہ الجامع الفرید، رسالہ کشف الشبہات، صفحہ ۳۷، مطبوعہ انصار السنہ نواں کوٹ لاہور)

وہابیوں کے نزدیک یارسول اللہ مدد پکارنا و حاضر و ناظر، علم غیب و تصرف وغیرہ عقائدہ اہل سنت کفر و شرک ہیں اور ان کے کرنے والا مرتد ہو جاتا ہے۔ چونکہ وہابیوں کے باطل عقیدہ کے مطابق سنی مرتد ہیں اس لئے ان کے نزدیک سنی مسلمانوں کا قتل کرنا حلال اور مال لوٹنا مباح ٹھہرا۔ امام الوہابیہ و ممدوح دیوبندیہ محمد بن عبدالوہاب نے کتاب التوحید میں انبیاء و اولیاء سے مدد مانگنا شرک اکبر قرار دیا ہے۔ ملاحظہ کریں "غیر اللہ کو پکارنا اور اس سے فریاد کرنا شرک اکبر ہے"۔

(کتاب التوحید صفحہ ۶۸، مطبوعہ دارالسلام، لاہور)

اگلے صفحے پر انبیاء و اولیاء کو پکارنا کفر قرار دیا گیا ہے یہ بھی ملاحظہ کریں۔

☆ "غیر اللہ کو پکارنا دنیا میں کچھ نفع بخش نہیں اور پھر یہ کفر بھی ہے"۔

(کتاب التوحید، صفحہ ۶۹، مطبوعہ دارالسلام، لاہور)

مندرجہ بالا دونوں حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ غیر اللہ (یعنی انبیاء و اولیاء کو پکارنا اور ان سے مدد چاہنا کفر و شرک ہے اب وہابیوں کے اس مذعومہ کفر و شرک کے مرتکب کا کیا حکم ہے وہ ذیل میں ملاحظہ کریں۔

۴) "مال و جان کو تحفظ اسی وقت ہی مل سکتا ہے جب اس کے ساتھ ساتھ معبودان باطلہ کا

انکار بھی کیا جائے یاد رہے کہ اگر کسی نے ان باتوں میں سے کسی ایک میں بھی ذرا سا شک یا توقف کیا تو اس کی جان اور مال کو تحفظ و امان حاصل نہ ہو سکے گا"۔ (کتاب التوحید، صفحہ ۴۷، مطبوعہ دارالسلام، لاہور)

معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیاء کو غائبانہ پکارنے اور ان سے استمداد طلب کرنے والے اہل سنت و جماعت کافر مشرک ان کو قتل اور انکا مال لوٹ لینا مباح ہے۔ (نعوذ باللہ)

۵) ایک وہابی نجدی فکر کے علامہ احمد بن حجر آل بوطامی السلفی نے محمد بن عبدالوہاب کی سوانح بنام "حیات شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب" لکھی جس کی تصحیح و تحقیق مشہور نجدی عالم عبدالعزیز بن باز نے کی اور اس کا ترجمہ کرنے کا گناہ مولوی مختار احمد ندوی نے کیا۔ اس کتاب کے پیش لفظ میں مولوی مختار احمد ندوی غیر مقلد وہابی نے محمد بن عبدالوہاب کے بارے میں لکھا کہ "شیخ (محمد بن عبدالوہاب) نے شرک و بدعات کی بیخ کنی میں زبان و قلم اور تلوار تینوں ہی ہتھیار بیک وقت استعمال کئے"۔ (حیات شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب، صفحہ ۸، مطبوعہ دارالاشاعت ابن تیمیہ، دوکان نمبر 22، جامع مسجد باب الاسلام، آرام باغ، کراچی)

احمد عبدالغفور عطار نجدی وہابی نے بھی ایک کتاب بنام شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب لکھی اور اس کتاب کے ٹائٹل پر لکھا ہے کہ اسے حکومت سعودی عرب نے چھپوا کر مفت تقسیم کیا۔ ذیل میں اس کے اقتباسات ملاحظہ کریں۔

☆ اس کتاب میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کا بیان ان الفاظ میں نقل کیا گیا ہے جس میں وہ کہتا ہے کہ

۶) "مجھے بھی ان لوگوں کے خلاف تلوار اٹھانا ہے جو عقائد کی بیماریوں میں جکڑے ہوئے ہیں جو لوگ اپنے عقائد کی اصلاح کرتے ہوئے ہماری تحریک کے رکن بن جائیں گے ان کا خون اور مال محفوظ ہوگا و گرنہ جزیہ ادا کرنا پڑے گا اور اگر جزیہ کے ادا کرنے سے بھی انکار کریں گے تو پھر تلوار اٹھانے کے علاوہ کوئی صورت نہیں"۔ (شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب، صفحہ ۱۵۵، مطبوعہ نعمانی

کتب خانہ، اردو بازار، لاہور)

اس اقتباس سے بھی معلوم ہوا کہ وہابیوں کے نزدیک اہل سنت و جماعت اگر جزیہ دیں گے تو ہی ان کی جان و مال کو تحفظ ہوگا ورنہ ان کو قتل کرنا اور ان کا مال لوٹنا درست ہوگا یعنی اہل سنت و جماعت ان کے نزدیک کفار و مشرکین ہیں۔ نعوذ باللہ۔

۷) اسی کتاب میں مزید لکھا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب نے ''عقیدہ توحید کو تحفظ دیتے ہوئے تلوار اُٹھائی'' (شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب، تالیف احمد عبدالغفور عطار وہابی، صفحہ ۱۶۶، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ، اردو بازار، لاہور)

عبداللطیف بن عبدالرحمٰن بن حسن نجدی:

پہلے ذکر کی گئی کتاب حیات شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب مؤلفہ احمد بن حجر آل بوطامی سلفی وہابی میں ایک وہابی نجدی عالم عبداللطیف بن عبدالرحمٰن بن حسن نجدی کا قول درج ہے۔ جس میں اہل سنت کو مشرک قرار دیتے ہوئے ان کو قتل کرنے کے ارادہ کا ذکر ہے۔ ذیل میں وہابی نجدی مولوی کے الفاظ ملاحظہ کریں جس میں وہ کہتا ہے کہ

۸) ''اگر کوئی توحید کی طرف متوجہ نہ ہو نہ اسے سیکھے اور نہ اسے اختیار کرے نہ ہی شرک کو چھوڑے تو ایسا شخص کھلا کافر ہے اس کے کفر کی بنا پر ہم اس سے قتال کریں گے''۔ (حیات شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب، صفحہ ۹۷، مؤلف احمد بن حجر آل بوطامی وہابی نجدی مطبوعہ دارالاشاعت امام ابن تیمیہ، دوکان نمبر ۲۲، جامع مسجد باب الاسلام آرام باغ، کراچی)

سلیمان بن سحمان نجدی:

وہابی نجدی سلیمان بن سحمان نجدی کی ایک کتاب ''الھدیۃ السنیۃ'' کا ترجمہ بنام ''تحفہ وہابیہ'' مولوی اسماعیل غزنوی غیر مقلد وہابی نے کیا۔ آپ کے سامنے اس تحفہ وہابیہ کے اقتباسات پیش کر رہا ہوں۔

''تحفہ وہابیہ'' کا پہلا اقتباس ملاحظہ کریں جس میں لکھا ہے کہ

۹) ''جس نے انبیاء و اولیاء کو بھی وسائط و وسیلہ بنایا یا سمجھا تو وہ کافر و مشرک ہے اس کا مال حلال ہے اور خون مباح ہے''۔ (تحفہ وہابیہ، صفحہ ۸۲، مطبوعہ امرتسر)

ایک اور جگہ لکھا ہے کہ

۱۰) ''جو شخص ''لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ'' کہہ کر بھی اپنے شرک پر قائم رہے اور مردوں (انبیاء و اولیاء) کو بوقت حاجت پکارے اور دفع تکلیفات کے لئے ان سے امداد طلب کرے تو ایسا شخص مشرک کافر ہے اس کا خون مباح اور مال لوٹنا روا ہے''۔ (تحفہ وہابیہ، صفحہ ۹۱، مؤلف سلیمان بن سحمان نجدی وہابی و مترجم: مولوی اسماعیل غزنوی وہابی مطبوعہ امرتسر)

قارئین ان نجدی درندوں کی سفاکی آپ ملاحظہ کریں کہ ایک سنی مسلمان اگر انبیاء و اولیاء سے مدد مانگے تو وہ مشرک کافر اور اسے قتل کرنا مال لوٹنا درست ہے۔

۱۱) ''جو کوئی یا رسول اللہ (صلعم) یا۔ یا ابن عباس، یا یا عبدالقادر جیلانی یا اور کسی بزرگ مخلوق کو پکارے یا اس کی دہائی دے اس پکارنے سے اس کا مدعا دفع شر یا طلب خیر ہو یعنی ایسے امور میں امداد حاصل کرنا ہو جو خدا کے سوا کسی اور کے اختیار میں نہیں مثلاً کسی بیمار کا تندرست کرنا یا دشمن پر فتح حاصل کرنا یا کسی دکھ سے محفوظ رہنا وغیرہ تو ایسے امور میں خدا کے سوا کسی دوسرے سے امداد کا طلب کرنا شرک ہے جو لوگ ایسا کریں وہ مشرک ہیں شرک اکبر کے مرتکب ہیں اگرچہ ان کا عقیدہ یہی ہو کہ فاعل حقیقی فقط رب العزت ہے اور ان صالحین سے دعا کرنے کا مقصد محض یہ ہے کہ ان کی سفارش سے مراد برآئے گی گویہ ایک واسطہ ہیں یعنی ان کا فعل ہر حال شرک ہے اور ایسے لوگوں کا خون بہانا جائز ہے اور ان کے اموال لوٹ لینا مباح ہے''۔ (تحفہ وہابیہ، صفحہ ۵۹ مطبوعہ امرتسر)

جو سنی مسلمان فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ کو مانتے ہوئے بھی انبیاء و اولیاء سے مدد مانگے وہ مشرک کافر ہے اس کو قتل کرنا اور اس کا مال لوٹنا وہابیوں کے نزدیک جائز ہے۔ اس اقتباس سے اتنی بات تو بہر حال ثابت ہوگئی کہ امت مسلمہ کی اکثریت کو وہابیوں کے نزدیک قتل کرنا اور ان کا مال

لوٹنا جائز ہے۔ اگر اس اقتباس میں درج شدہ امور پر گفتگو کی جائے جن کا ظالم وہابی نجدی نے کفرو شرک قرار دیا ہے تو بات طویل ہو جائے۔ جس کا یہ مختصر مضمون متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس اقتباس میں درج امور میں جن امور کو شرک قرار دیا ہے ان میں سے یہ بھی ہے کہ کسی کو اس لئے پکارے کہ اس کی مدد سے اسے دشمن پر فتح حاصل ہو اس امر کو وہابی نجدی نے اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفات میں سے قرار دیا ہے۔ میں علمائے وہابیہ دیوبندیہ سے میرا یہ سوال ہے کہ جیسا کہ قرآن وحدیث سے بخوبی ثابت ہے کہ فرشتوں نے کفار کے مقابلے میں مسلمانوں کی مدد کی جس سے مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اب بتائیے کہ کیا یہ سب فرشتے جنہوں نے مسلمانوں کو ان کے دشمنوں پر فتح میں مدد دی۔ امام الوہابیہ، دیوبندیہ مولوی اسماعیل دہلوی نے بھی یہ تسلیم کیا ہے ملاحظہ ہو۔ صراط مستقیم صفحہ ۱۲۲، مطبوعہ ادارہ نشریات اسلام، لاہور۔ کیا آپ کے نظریہ کے مطابق یہ اللہ کے شریک نہ ٹھہرے؟ کیونکہ آپ کے نزدیک دشمن پر فتح دینا اللہ کی مخصوص صفات میں سے ہے اور جب یہ صفت فرشتوں میں پائی گئی تو یہ مخصوص تو نہ رہی اب بتائیے کیا قرآن وحدیث میں شرک کی تعلیم دی گئی ہے؟ ضروری نوٹ! اس سوال کا جواب اپنے عقیدہ کی روشنی میں دیجئے گا اور جواب ایسا ہونا چاہئے جس پر کوئی اعتراض واقعہ نہ ہو سکے۔

لطیفہ: وہابیوں کے امام ابن تیمیہ کے شاگرد ابن قیم نے اپنی کتاب ''کتاب الروح'' میں لکھا ہے کہ ''تن تنہا ایک دو یا چند روحیں لشکر جرار کو شکست دے دیتی ہیں بہت دفعہ لوگوں نے رحمت عالم ﷺ کو مع حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم کے خواب میں دیکھا کہ ان کی روحوں نے کافروں کے اور ظالموں کے لشکروں کو شکست دے دی پھر اس کا ظہور بھی ہوا کہ ٹڈی دل لشکر، نہتے، کمزور اور تھوڑے سے مسلمانوں سے شکست بھی کھا گیا''۔ (کتاب الروح، صفحہ ۱۸۱)

وہابیوں کے نزدیک چونکہ جنگ میں دشمنوں پر فتح دینا اللہ کی مخصوص صفت ہے۔ اس لئے ابن قیم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وصحابہ کرام علیہم الرضوان میں یہ صفت تسلیم کر کے اور پھر ان کے وہ واقعات بیان کر کے جن میں انہوں نے مسلمانوں کو دشمنوں پر فتح دی وہابی نظریہ کے

مطابق اللہ کا شریک بنایا ہے امام الوہابیہ دیوبندیہ اسماعیل دہلوی نے بھی فرشتوں میں یہ قوت تسلیم کی ہے۔ لہٰذا تحفہ وہابیہ سے نقل کردہ اقتباس کی روشنی میں وہابی نظریہ کے مطابق ابن قیم ومولوی اسماعیل دہلوی کافر ومشرک ٹھہرے اور ان کا قتل اور مال لوٹنا بھی وہابی نظریہ کے مطابق درست ہوا اسے کہتے ہیں ''خدا کی مار'' کہ صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کو کافر ومشرک کہنے والے نجدیوں وہابیوں کے امام خود ان کے نظریہ کے مطابق کافر ومشرک ٹھہرے۔ کسی وہابی نجدی میں ہمت ہے کہ اس اعتراض کا جواب دے؟۔

۱۲) اسی ناپاک کتاب ''تحفہ وہابیہ'' کا چوتھا اقتباس ملاحظہ کریں جس میں ظالم وہابی نجدی نے لکھا ہے کہ

''جو لوگ مجوب، یا ابن عباس، یا انبیاء یا ملائکہ یا اولیاء کو اپنے اور خدا کے درمیان واسطہ جانتے ہیں تا کہ یہ ان کے حق میں سفارش کریں کیونکہ ان کا درجہ خدا کے بہت نزدیک جس طرح بادشاہوں کے یہاں ہوتا ہے پس ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک کافر ہے اس کا خون (بہانا) روا (جائز) اور مال (لوٹنا) مباح ہے اگرچہ ''اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ'' پڑھے اور نماز روزہ پر بھی عامل ہو''۔ (تحفہ وہابیہ، صفحہ ۸۸، مطبوعہ امرتسر)

حسب سابق یہاں بھی سنی مسلمانوں کو کافر مشرک کہتے ہوئے ان کو قتل کرنے اور ان کا مال لوٹنے کو جائز کہا گیا ہے یہاں بھی وہابیوں کے بارے میں خوش فہمی کا شکار حضرات کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

۱۳) اسی کتاب تحفہ وہابیہ کا پانچواں اقتباس جس میں سنی مسلمانوں کو کافر مشرک کہتے ہوئے ان سے جنگ کرنے کا ذکر ہے ملاحظہ کریں۔

''اکثر لوگ توحید کو جان کر بھی ضد سے شرک پر اڑے رہتے ہیں اور حق کی طرف رجوع نہیں کرتے اس طرح دیدہ ودانستہ مشرک بنے رہتے ہیں ایسے لوگوں کو ہم کافر کہتے ہیں ان میں غالب حصہ ان لوگوں کا ہے جن سے آج کل ہم جنگ کر رہے ہیں''۔ (تحفہ وہابیہ صفحہ ۶۹)

یہ ہے وہابیوں کا اپنے عقیدہ پر عمل جس میں وہابی نجدی اہل سنت کو مشرک کافر قرار دے کر ان کو قتل کرنا اور ان کا مال لوٹنا جائز کہتے ہیں۔ اہل سنت و جماعت کے لئے یہ ایک لمحہ فکریہ ہے کہ اللہ نہ کرے کہ یہ کبھی ان نجدیوں وہابیوں کو پاکستان میں اقتدار نصیب ہو کہ یہ تو چن چن کر اہل سنت و جماعت کو قتل کریں گے اور ان کا مال لوٹیں گے جیسا کہ حرمین شریفین وغیرہ میں نجدیوں وہابیوں نے کیا

اللہ تعالیٰ ان ظالموں کے شر سے ہم اہل سنت کو بچائے۔ آمین

☆ ڈاکٹر صالح بن فوزن بن عبداللہ فوزان:

ایک وہابی نجدی ''ڈاکٹر صالح بن فوزن بن عبداللہ فوزان'' کتاب حقیقت توحید سے پہلے وہ اقتباسات ملاحظہ کریں جن میں سنیوں کو مشرک قرار دیا گیا۔ اس کتاب کا پیش لفظ ''ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی ریاض'' نے لکھا ہے اس پیش لفظ کا اقتباس ملاحظہ کریں۔

☆ ''جو لوگ کہانی، قصوں اور خوابوں پر اعتماد کرتے ہیں اور قبروں پر جانے سے اپنی بعض حاجات کے پورا ہونے سے اپنے شرک کا صحیح ہونے پر استدلال کرتے ہیں فاضل مؤلف نے ان کا رد کرتے ہوئے اپنے کتابچہ کا اختتام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے''۔ (پیش لفظ حقیقت توحید) اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ قبروں پر جانے اور حاجت مانگنے والے وہابی نقطہ نظر کے مطابق مشرک ہیں یہ تو تھا پیش لفظ اب اصل کتاب ''حقیقت توحید'' سے وہ اقتباسات ملاحظہ کریں جس میں سنیوں کو مشرک کہا گیا ہے ملاحظہ ہو:

☆ ''جو کوئی زبان سے تو اس کلمہ کو پڑھے لیکن اس کے منافی مشرکانہ اعمال کا ارتکاب کرے وہ کافر ہے اگر چہ وہ اس کلمہ کو بار بار دہرائے جیسا کہ آج کل کے قبر پرست ہیں جو یہ کلمہ اپنی زبانوں سے پڑھتے ہیں'' (حقیقت توحید، صفحہ ۲۹)

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ اہل سنت و جماعت جو قبور پر حاضر ہوتے ہیں اور انبیاء و اولیاء سے توسل واستمداد کرتے ہیں وہ کافر مشرک ہیں (نعوذ باللہ)

ایک اور جگہ لکھا ہے:

☆ آج کے قبر پرست اس تناقض کو نہیں سمجھ پائے وہ اس کلمہ کو بھی پڑھتے ہیں اور مردوں کی پوجا بھی کرتے ہیں۔ (حقیقت توحید صفحہ ۳۱)

ان دونوں اقتباسات سے معلوم ہوا کہ قبروں پر جانے والے ان سے توسل واستمداد کرنے والے اہل سنت و جماعت وہابیوں کے عقیدہ کے مطابق کافر و مشرک ہیں۔ (نعوذ باللہ)

۱۴) اہل سنت و جماعت کو مشرک بنانے کے بعد ڈاکٹر صالح بن فوزان نے سنیوں کے قتل کو جو فیصلہ کیا ہے وہ ملاحظہ کریں۔ اس کتاب میں پہلے ایک سرخی بنام ''مشرک کا خون (کرنا) و مال (لوٹنا) مباح ہے'' اس کے بعد یہ آیت کریمہ بمع ترجمہ لکھی ہے آپ اس کا ترجمہ ملاحظہ کریں۔

''جب حرمت والے مہینے گذر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کر دو ان کو پکڑو اور ان کو گھیرو اور ان کی تاک میں ہر گھات کی جگہ بیٹھو''۔ (حقیقت توحید، صفحہ ۴۷)۔ یعنی ایسے سنی جہاں ملیں ان کو قتل کر دو۔

بے خبر سنیو کب تک سوئے رہو گے ان ظالم وہابیوں کے عزائم کو دیکھو۔

احمد بن حجر آل بوطامی:

۱۵) ایک وہابی نجدی علامہ ''احمد بن حجر آل بوطامی قاضی محکمہ شرعیہ قطر'' نے ایک کتاب لکھی ''التوحید'' اور اس کتاب میں بھی اہل سنت و جماعت کو قتل کرنا حلال اور ان کا مال لوٹنا مباح کہا گیا ہے ملاحظہ کریں نجدی لکھتا ہے۔

''صرف ربوبیت کی توحید کا اقرار اسلام لانے کے لئے کافی نہیں۔ نہ ہی اس سے اس کا خون و مال محفوظ ہوتا ہے اور نہ ہی یہ عقیدہ اسے آخرت میں نجات دلا سکتا ہے جب تک کہ توحید ربوبیت کے ساتھ توحید الوہیت کا بھی آدمی اقرار نہ کرے''۔ (التوحید، صفحہ ۲۴)

یعنی توحید ربوبیت کا اقرار کافی نہیں اس کے ساتھ ساتھ توحید الوہیت کا اقرار بھی ہونا چاہئے اب دیکھنا یہ ہے کہ توحید الوہیت کے منکر کون ہیں؟ آیئے اس کی تفصیل میں آپ کو ایک

اور غیر مقلد وہابی مولوی صلاح الدین یوسف کی کتاب ''توحید اور شرک کی حقیقت'' سے دکھاتا ہوں جس میں اہل سنت و جماعت کو توحید الوہیت کا منکر قرار دیا گیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ

''آج مسلمانوں کی ایک بہت بڑی اکثریت بھی مشرکین عرب کی طرح توحید ربوبیت کی تو قائل ہے لیکن توحید الوہیت کی منکر ہے''۔ (توحید اور شرک کی حقیقت صفحہ ۵۱)

پیچھے آپ نے ملاحظہ کیا کہ وہابی نجدی علامہ احمد بن حجر بوطامی نے کہا صرف توحید ربوبیت کے قرار سے آدمی کی جان و مال محفوظ نہیں ہوتے جب تک توحید الوہیت کا اقرار نہ کیا جائے اور مولوی صلاح الدین یوسف غیر مقلد نجدی کے اس مندرجہ بالا اقتباس سے معلوم ہوا کہ وہابیوں کے نزدیک اہل سنت و جماعت توحید الوہیت کے منکر ہیں لہٰذا ان کی جان و مال بھی محفوظ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان وہابیوں کے شر سے بچائے آمین۔

☆ غیر مقلد وہابی صلاح الدین یوسف:

غیر مقلد وہابی صلاح الدین یوسف نے اپنی کتاب توحید اور شرک کی حقیقت میں مسلمانوں کی اکثریت کو مشرک کافر ٹھہرایا ہے اور لکھتا ہے:

☆ ''شرکیہ عقیدے اور شرکیہ اعمال و مظاہر اسلامی ممالک میں عام ہیں اور علماء مشائخ کی ایک بہت بڑے طبقے کے دنیوی مفادات چونکہ ان سے وابستہ ہیں اس لئے علماء کا طبقہ کسی نہ کسی طریقے سے اس کو سند جواز دینے پر تُلا رہتا ہے''۔ (توحید اور شرک کی حقیقت، صفحہ ۸۷، دارالسلام لاہور)

☆ ''آج کل کے نام نہاد مسلمانوں کے اندر بھی اس شرک کے مظاہر عام ہیں''۔

(توحید اور شرک کی حقیقت، صفحہ ۶۹، دارالسلام لاہور)

☆ مشرکین مکہ کو موجودہ مسلمانوں سے بہتر قرار دیتے ہوئے صلاح الدین یوسف غیر مقلد لکھتا ہے کہ ''توحید الوہیت کے اس تقاضے کو وہ سمجھتے تھے جسے آج کا مسلمان نہیں سمجھتا۔

(توحید اور شرک کی حقیقت صفحہ ۳۵، دارالسلام لاہور)

اسی کتاب میں ایک جگہ مزید لکھتا ہے۔

☆ ''ایمان باللہ کے تقاضوں سے مسلمانوں کی اکثریت ناآشنا ہے اس لئے وہ توحید کی حقیقت اس کی قسموں اور تقاضوں سے غافل اور مشرکانہ عقیدوں میں مبتلا ہے''۔

(توحید اور شرک کی حقیقت، صفحہ ۲۹، دارالسلام لاہور)

ایک اور اقتباس ملاحظہ کریں جس میں غیر مقلد وہابی نجدی نے مسلمانوں کو مشرک قرار دیتے ہوئے مشرکین عرب کی طرح قرار دیا ہے ملاحظہ کریں۔

☆ ''بالکل یہی شرک ان مسلمانوں میں پایا جاتا ہے جو قبر پرست ہیں اور جن کی وکالت ان کے علماء فرماتے ہیں ذرا بتلایا جائے کہ مشرکین عرب اور موجودہ قبر پرست مسلمانوں کے شرک میں کیا فرق ہے؟'' (توحید اور شرک کی حقیقت، صفحہ ۹۴، دارالسلام لاہور)

یہ اقتباسات آپ نے پڑھے جس میں غیر مقلد وہابی صلاح الدین یوسف نے مسلمانوں کی اکثریت کو مشرکین مکہ کی طرح قرار دیا ہے اور مسلمانوں کی اکثریت کے برعکس یہ مختصر فرقہ وہابیہ اپنے آپ کو موحد مسلمان سمجھتا ہے اب آیئے اور دیکھئے کہ مسلمانوں کو مشرک قرار دینے کے بعد غیر مقلد وہابی صلاح الدین یوسف نے بھی مسلمانوں قتل کرنا اور ان کا مال لوٹنا درست قرار دیا ہے ملاحظہ کریں۔

۱۶) ''جو شخص اسلام کا اظہار کرتا ہے اور کلمہ پڑھتا ہے تو اس کے خلاف فوری کارروائی نہ کی جائے اس کلمے کے پڑھنے سے اس کی جان اور مال محفوظ ہو گیا ہے اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ اس طرح کا اظہار کرنے والے اپنے عمل سے مسلسل اس کے خلاف ثبوت پیش کر رہے ہوں تب بھی ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے یا ان کا عقیدہ و عمل لا الٰہ الا اللہ کے معنی و مفہوم اور مقتضیات کے خلاف ہو تب بھی ان کی تکفیر جائز نہ ہو''۔ (توحید اور شرک کی حقیقت، صفحہ ۲۴، ۲۵)

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ اہل سنت و جماعت اگر کلمہ بھی پڑھتے تو پھر بھی اسے قتل کرنا اور اس کا مال لوٹنا درست ہے۔ (نعوذ باللہ)

☆ وہابی نجدی شیخ عبداللہ بن احمد الحویل:

وہابی نجدی شیخ عبداللہ بن احمد الحویل نے ایک کتاب ''فہم توحید'' لکھی ہے اس میں سے پہلے وہ اقتباسات ملاحظہ کریں جس میں اہل سنت کو مشرک قرار دیا گیا ہے اور بعد میں مسلمانوں کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہ دونوں ترتیب وار ملاحظہ کریں۔

☆ انبیاء واولیاء سے مدد مانگنے والے اور نذر اولیاء کو شرک اکبر قرار دیا گیا ہے ''شرک اکبر جلی'' کی سرخی دے کر نیچے لکھا ہے ''غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا یا نذر ماننا اللہ کے علاوہ کسی اور ہستی سے فریاد رسی چاہتا اور اسے مدد کے لئے پکارنا''۔

اس کے بعد اسی کتاب میں ایک جگہ یہ سرخی دی گئی ہے ''اُمت محمد میں شرک کا آغاز'' اس کے نیچے لکھا ہے، ''مسلمانوں میں شرک کی ابتداء چوتھی صدی ہجری کے بعد فاطمیوں نے کی جب انہوں نے قبروں پر مشاہد (اجتماع گاہوں) کی تعمیر شروع کی اسلام میں مختلف لوگوں کے میلاد منانے کی بدعت ایجاد کی''۔ (فہم توحید، صفحہ۴۹، مطبوعہ دار النشر والتوزیع)

یعنی قبروں پر قبے بنانے والے اور میلاد منانے والے مشرک ہیں۔ نعوذ باللہ۔ اس کتاب میں مزید لکھا ہے کہ

☆ ''عبادت الٰہی میں شرک، غیر اللہ کے لئے جانور ذبح کرنا بھی اسی میں شامل ہے''۔ (فہم توحید، صفحہ۵۲)

☆ ''جو اللہ رب العزت اور اپنے مابین واسطے تلاش کرتا، انہیں پکارتا ان سے سوال کرتا اور ان پر بھروسہ وتوکل کرتا ہے وہ بالا جماع کافر ہے''۔ (فہم توحید، صفحہ۵۲)

یعنی جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء واولیاء کا وسیلہ پیش کرے یا انہیں غائبانہ پکارے اور مدد مانگے وہ بالا جماع کافر ہے۔ یہ وہابی نجدی کا صریح جھوٹ ہے کہ اس نے اپنے باطل عقیدے کے اثبات اور اہل سنت کی تردید کے لئے ایسا جھوٹ بولا ہے کہ زمین وآسمان کی مخلوق اس پر لعنت کرتی ہوگی نیز اس عبارت میں وہابی نجدی نے مطلقاً وسیلہ اور پکارنا اور سوال کرنا شرک

قرار دیا ہے۔ تو میں یہ پوچھتا ہوں کہ وہ وہابی نجدی جو زندہ موجود کے وسیلہ کے قائل ہیں چندہ اور قربانی کی کھالوں کا سوال کرتے نظر آتے ہیں اور قریب سے کسی غیر اللہ کو پکارتے ہیں یا ٹیلی فون پر دور سے اس دوسرے بندے کو پکارتے ہیں وہ بھی بالا جماع کافر ہوئے یا نا؟ اگر نہیں تو کیوں؟

اس کے بعد وہابی نجدی عبداللہ بن احمد الحویل نے اہل سنت و جماعت کو مشرک کافر قرار نہ دینے والے کو بھی کافر کہا ہے ملاحظہ کریں۔

☆ ''جو مشرکوں (یعنی اہل سنت و جماعت جو نذر اولیاء اور غائبانہ نداء استمداد کے قائل ہیں) کو کافر قرار نہیں دیتا یا ان کے کفر میں شرک کرتا ہے یا ان کے عقیدہ کو درست سمجھتا ہے تو ایسا شخص کافر ہے۔ (فہم توحید، صفحہ۵۲)

پہلے آپ نے ملاحظہ کیا کہ جس میں وہابی نجدی عبداللہ بن احمد الحویل نے نذر اولیاء، انبیاء واولیاء سے نداء واستمداد غائبانہ کو شرک اکبر قرار دیا تھا اس کے علاوہ بھی وہ جو اقتباس پیش کئے ہیں ان میں بھی ان افعال کو شرک وکفر قرار دیا گیا ہے۔ وہابی نجدی نے اہل سنت و جماعت کو شرک اکبر کا مرتکب قرار دے کر اسکے مرتکب کے بارے میں لکھا ہے کہ

۱۷) ''(۱) یہ انسان کو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتا ہے۔ (۲) اس کا ارتکاب کرنے والا ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ (۳) اس سے خون اور مال مباح ہو جاتا ہے''۔ (فہم توحید، صفحہ۴۲)

یعنی اہل سنت و جماعت کافر ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور ان کو قتل کرنا اور ان کا مال لوٹنا مباح ہے۔ (نعوذ باللہ)

وہابی نجدی عبداللہ بن احمد الحویل ایک اور جگہ اہل سنت و جماعت کے قتل کے بارے میں لکھتا ہے کہ

۱۸) ''شرک کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج اور اس کی جان ومال مباح ہے''۔ (فہم توحید، صفحہ۵۲)

قارئین آپ نے ان ظالم سعودی نجدی وہابیوں کے عقائد وعزائم ملاحظہ کئے کہ یہ اہل سنت و جماعت کے بارے میں کیسا ناپاک نظریہ وعزم رکھتے ہیں۔

ضروری نوٹ! یہ کتاب مولوی عبدالرحمٰن اشرفی دیو بندی کی مصدقہ ہے۔

☆ مولوی اسماعیل دہلوی:

ہندوستان میں دیوبندیوں وہابیوں کے مورث اعلیٰ مولوی اسماعیل دہلوی نے بھی لکھا ہے کہ اس کے پیر سید احمد رائے بریلی کی امامت تسلیم نہ کرنے والون کو قتل کرنا حلال ہے اور یہ قتل عین جہاد کی طرح ہے اور مقتول لوگ جہنم کے کتے ہیں۔ ظاہر ہے سید احمد کے عقائد و اعمال اہل سنت و جماعت سے مختلف تھے (جیسا کہ "صراط مستقیم" کا مطالعہ کرنے والوں کے علم میں بھی ہوگا) اس لئے سید احمد کی بیعت کے منکر اہل سنت و جماعت ہی تھے اب ان کے بارے میں امام الوہابیہ و دیوبندیہ اسماعیل دہلوی کے یہ جارحانہ جملے ملاحظہ کریں

19) "آپ کی اطاعت تمام مسلمانوں پر واجب ہوئی جو آپ کی امامت سرے سے تسلیم نہ کرے یا تسلیم کرنے سے انکار کردے یا وہ باغی مستحل الدم (قتل کرنا حلال ہے) ہے اور اس کا قتل کفار کے قتل کی طرح عین جہاد اور اسکی بے عزتی تمام اہل فساد کی طرح خدا کی بھی مرضی ہے اس لئے کہ ایسے لوگ بحکم احادیث متواترہ کلاب النار اور ملعونین اشرار ہیں اس مسئلے میں اس ضعیف کا یہی حکم ہے اور معترضین کے اعتراضات کے جواب تلوار ہے نہ کہ تحریر و تقریر"۔ (سید احمد شہید، صفحہ ۴۲۱، ۴۲۳)

قارئین کرام آپ نے سعودی نجدی و غیر مقلدان ہندو پاک کے خطرناک عزائم ملاحظہ کئے۔ اس مضمون کو بغور پڑھئے اور دوسروں کو بھی پڑھائیے اور اپنے اردگرد پائے جانے والے نجدیوں وہابیوں سے خبردار رہیں نیز یہ مضمون ان بھولے بھالے سنیوں کو ضرور پڑھنا چاہئے جو کہ اپنی بے خبری کے سبب ان وہابیوں کے متعلق اچھا گمان رکھتے ہیں اس مضمون کے بعد انشاء اللہ ایک اور مضمون جلد پیش کیا جائے گا جس میں یہ ثبوت پیش کئے جائیں گے کہ وہابیوں کا یہ عقیدہ صرف کتابوں کی حد تک نہیں بلکہ یہ اس پر عمل کر کے اہل سنت و جماعت کا قتل عام بھی کر چکے ہیں جو حضرات اس مضمون سے فائدہ اٹھائیں وہ دعا میں اس حقیر کو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت کے لئے زندہ رکھے اور اسلام پر موت دے اور اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائے کہ یہ تمام کوششیں اُسی کی رضا و خوشنودی کے لئے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں حق کہنے سننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دیئے رکھے۔ آمین۔

ننگے سر نماز پڑھنے والے وہابیوں کیلئے لمحہ فکریہ

از قلم: شہزاد احمد مجددی، جہلم

آج کل ننگے سر پھرتے رہنا اس قدر عام ہو چکا ہے کہ اکثریت اس وبا میں مبتلا نظر آتی ہے اس کی ایک وجہ مغربی تہذیب کے اثرات ہیں۔ صرف اسی پر اکتفا نہیں کچھ لوگ مسجد میں نماز کے لئے آتے ہیں اور ٹوپی ڈھونڈنا شروع کر دیتے ہیں گویا مسجد نہ ہوئی ٹوپیوں کی دکان ہوئی اور پھر جب ٹوپی نہیں ملتی تو ننگے سر ہی نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ خصوصاً غیر مقلدین وہابی حضرات تو اس میں اس قدر تفریط کے شکار ہیں کہ ننگے سر نماز پڑھنا گویا ان کی امتیازی علامت بن چکی ہے اور یہ لوگ ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا شاید اپنے لئے کسرِ شان سمجھتے ہیں۔ اس کا نظارہ آپ وہابیوں کی مسجد میں جا کر دیکھ لیں۔ غیر مقلد وہابی مولوی حافظ ابو محمد عبد الستار الحماد سے اس مسئلے کے بارے میں ایک شخص نے سوال پوچھا اور اس کا جو جواب مولوی صاحب نے دیا وہ وہابیوں کے ہفت روزہ "اہلحدیث" میں "احکام ومسائل" کے عنوان سے چھپا۔ سوال بمع جواب حاضر خدمت ہے۔

سوال: ضلع گجرات سے لال خان لکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ ننگے سر نماز پڑھتے تھے یا سر ڈھانپ کر۔ ان دونوں میں سے کونسا عمل آپ کی دائمی سنت کے قریب اور زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے؟۔

جواب: دورانِ نماز سر ڈھانپنے یا ننگا رکھنے کے متعلق ہم افراط و تفریط کا شکار ہیں۔ کچھ حضرات اس سلسلہ میں اس قدر افراط کرتے ہیں کہ سر ڈھانپے بغیر نماز کو مکروہ خیال کرتے ہیں جب کہ دوسری طرف تفریط یہ ہے کہ کپڑا ہوتے ہوئے بھی ننگے سر نماز پڑھنے کو اپنی شناختی علامت باور کراتے ہیں۔ مسئلہ کی نوعیت یہ ہے کہ دورانِ نماز عورتوں کے لئے سر کا ڈھانپنا ضروری ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بالغہ عورت کی نماز اوڑھنی یعنی دوپٹے بغیر قبول نہیں فرماتے۔ (ابوداود، الصلوٰۃ:۶۴۱)

مرد حضرات کے لئے یہ پابندی نہیں ہے۔ وہ ننگے سر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ایسا کرنا صرف جواز کی حد تک ہے، ضروری نہیں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ دورانِ نماز اپنے سر کو پگڑی، رومال یا ٹوپی وغیرہ سے ڈھانپا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اے اولاد آدم! تم نماز کے وقت اچھا لباس زیب تن کیا کرو (الاعراف:۳۱) ضروری نوٹ ہفت روزہ ''اہلحدیث'' میں اس آیت کا جو حوالہ درج ہے وہ ال عمران:۳۱ ہے جو کہ شاید غلطی سے ایسا ہو گیا ہے۔

آیت کریمہ میں زینت سے مراد اعلیٰ قسم کا لباس نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ اس حصہ جسم کو ڈھانپ کر آؤ جس کا کھلا رکھنا معیوب ہے۔ چونکہ لباس والا جسم ننگے جسم کے مقابلہ میں مزین نظر آتا ہے اس لئے لباس کو زینت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسلامی معاشرہ میں ننگے سر گھومتے پھرنا انتہائی معیوب ہے۔ سر ڈھانپ کر چلنا انسان کے پروقار اور معزز ہونے کی علامت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ عام حلات میں اپنے سر کو ڈھانپ کر رکھتے تھے، صرف حج کے موقع پر اسے کھلا رکھنے کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ ضروری ہے۔ ایسا کرنا حج کے شعائر سے ہے۔ اس پر قیاس کر کے ننگے سر نماز پڑھنے کی عادت بنا لینا اچھا نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ ابن تیمیہ اپنے ایک رسالہ میں یہ روایت لائے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک غلام کو دیکھا کہ وہ ننگے سر نماز پڑھ رہا تھا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ اگر تمہیں لوگوں کے پاس جانا ہو تو اسی حالت میں چلے جاؤ گے؟ غلام نے جواب دیا، نہیں تب آپ نے فرمایا کہ پھر تو اللہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کے سامنے آنے کے لئے خوبصورتی اور آرائش اختیار کی جائے۔ (حجاب المرآۃ لباسھا فی الصلوٰۃ)

علامہ البانی اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں کہ جن الفاظ کے ساتھ مصنف نے اس حدیث کو نقل کیا ہے وہ جملے کسی کتاب میں نہیں مل سکے۔ ممکن ہے کہ ننگے سر کا ذکر جو مصنف نے اس حدیث میں کیا ہے اس کا وجود کسی ایسی کتاب میں ہو جو مجھے نہیں مل سکا۔ (حاشیہ حجاب المرآۃ)

مرحوم البانی مزید لکھتے ہیں کہ میرے خیال کے مطابق بلاوجہ ننگے سر نماز پڑھنا ناپسندیدہ حرکت ہے کیونکہ یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ ایک مسلمان کو نماز کی ادائیگی کے لئے اسلامی شکل وصورت اختیار کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کے لئے زینت اختیار کی جائے۔ (سنن بیہقی صفحہ ۲۳۶، جلد۲)

ہمارے اسلاف کی نظر میں ننگے سر رہنا، اسی حالت میں بازاروں، گلی کوچوں میں گھومتے پھرنا پھر اسی طرح عبادت کے مقامات میں چلے آنا کوئی اچھی عادت نہیں بلکہ درحقیقت یہ مغربی تہذیب وثقافت کے برگ وبار ہیں جو ہمارے متعدد اسلامی ممالک میں گھس آئے ہیں۔ جب مغربی تہذیب کے علمبردار اسلامی ممالک میں آئے تو اپنی عادات وخصائل بھی ساتھ لائے، ان کی دیکھا دیکھی ناپختہ کار مسلمان بھی آنکھیں بند کر کے ان کی تقلید کرنے لگے۔ اس طرح مسلمانوں نے اپنے اسلامی تشخص کو مجروح کر ڈالا ہے (تمام المنہ، ص ۱۶۲)۔ رسول اللہ ﷺ سے قطعی طور پر یہ ثابت نہیں کہ آپ نے حالت احرام کے علاوہ ننگے سر نماز ادا کی ہو۔ اس سلسلہ میں جو احادیث پیش کی جاتی ہیں وہ اپنے مفہوم میں صریح نہیں ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو کتب حدیث و سیرت میں اس کا ضرور تذکرہ ہوتا۔ جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج وعمرہ کے علاوہ ننگے سر نماز ادا کی ہے وہ دلیل پیش کرے۔

الغرض ننگے سر نماز ادا کرنا صرف جائز ہے واجب یا مستحب نہیں ہے، اسی طرح سر ڈھانپ کر نماز ادا کرنا مستحب تو ہے لیکن ضروری نہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اپنے کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھے پر کچھ نہ ہو۔ (صحیح بخاری، الصلوٰۃ:۳۵۹) اس سے معلوم ہوا کہ مرد کے لئے دورانِ نماز سر ڈھانپنا واجب نہیں بصورت دیگر رسول اللہ ﷺ کندھوں کے ساتھ سر کا بھی ذکر کر دیتے، البتہ یہ عمل مستحب ضرور ہے۔ لوگوں کو اس کی ترغیب بھی دینا چاہئے۔ ان دلائل وحقائق کے پیش نظر حدیث مسئولہ میں پگڑی، رومال یا ٹوپی سے سر ڈھانپ کر نماز ادا کرنا سنت نبوی کے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے۔ نیز

اس طرح اسلامی شکل وصورت میں نماز کی ادائیگی اللہ کے ہاں زیادہ اجر وثواب کا باعث ہو سکتی ہے"۔ (واللہ اعلم) (ہفت روزہ اہلحدیث لاہور، جلد ۳۷، ۱۵ جلوئی تا ۲۳ جولائی ۲۰۰۶ء، بمطابق ۱۸ جمادی الثانی تا ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۲۷ھ، جمعۃ المبارک) یہاں وہابی مولوی کی عبارت ختم ہوئی

اس فتویٰ کی روشنی میں درج ذیل باتیں سامنے آتی ہیں۔

۱) اللہ کا حکم ہے کہ "اے اولادِ آدم! تم ہر نماز کے وقت اچھا لباس زیب تن کیا کرو"۔ یہاں اچھے لباس سے مراد یہ ہے کہ جسم کے جن حصوں کو کھلا رکھنا معیوب ہے ان کو ڈھانپنا۔ اور اسلامی معاشرہ میں ننگے سر گھومتے پھرنا انتہائی معیوب ہے۔

۲) بلاوجہ ننگے سر نماز پڑھنا ناپسندیدہ حرکت ہے۔ وہابی صاحب ننگے سر نماز پڑھنے کو معیوب اور ناپسندیدہ حرکت بھی کہہ رہے ہیں اور پھر اسے مکروہ خیال کرنے کو افراط بھی کہہ رہے ہیں۔ معلوم نہیں وہابیوں کے نزدیک مکروہ اور کس بلا کا نام ہے۔

۳) ننگے سر گھومتے پھرنا اور اسی حالت میں نماز پڑھنا دراصل یہود ونصاریٰ کی تقلید ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ائمہ مجتہدین کی تقلید سے انکار کیا ہے۔ کیونکہ جب انہوں نے **صراط الذین انعمت علیھم** سے انکار کیا ہے تو ان کے حصے میں ان لوگوں کی تقلید لکھ دی ہے جن کے بارے میں ہم مقلدین روزانہ پانچ وقت نماز میں پڑھتے ہیں، **غیر المغضوب علیھم والضالین**۔

۵) وہابی صاحب ایک طرف تو لکھتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ سے قطعی طور پر یہ ثابت نہیں کہ آپ نے حالت احرام کے علاوہ ننگے سر نماز ادا کی ہو۔ جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج وعمرہ کے علاوہ ننگے سر نماز ادا کی ہے وہ دلیل پیش کرے"۔ اور دوسری طرف لکھتے ہیں کہ "ننگے سر نماز پڑھنا صرف جائز ہے واجب یا مستحب نہیں"۔ ملاجی! عرض یہ ہے کہ جو کام حضور ﷺ نے نہیں کیا وہ جائز نہیں ہے بلکہ بدعت ہے اور یہ کلیہ آپ لوگ عموماً بھلائی کے کاموں میں استعمال کرتے ہیں۔ تو یہاں پر بھی یہی کلیہ استعمال کریں نا۔

عبدالستار حماد کا یہ فتویٰ ننگے سر نماز پڑھنے والے وہابیوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

تبصرہ کتب

نام کتاب: الکاویۃ علی الغاویۃ (جلد دوم حصہ اوّل)۔

مصنف: حضرت علامہ مولانا محمد عالم آسی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

الحمدللہ مجاہدین ختم نبوت کے زیر اہتمام "عقیدہ ختم نبوۃ" سیریل کی جلد 12 جو کہ الکاویہ علی الغاویہ، جلد دوم، حصہ اوّل ہے شائع ہوگئی ہے۔ یہ کتاب مدعیان نبوت کی معلومات کے متعلق ایک انسائیکلوپیڈیا ہے۔ زیر تبصرہ جلد میں چودھویں صدی ہجری کے کذاب مدعیانِ نبوت کے حالات ذکر کئے گئے ہیں بالخصوص دجالِ قادیان ملعون خبیث مرزا قادیانی لعنۃ اللہ علیہ کا رد کیا گیا ہے۔ ماشاء اللہ "ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ" مسئلہ ختم نبوت میں گرانقدر خدمات انجام دے رہا ہے جس نے اب تک مسئلہ ختم نبوت پر 12 جلدیں شائع کی ہیں ان کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ 12 جلدیں علماء اہل سنت وجماعت حنفی (المعروف بریلوی) کی نایاب کتب ورسائل پر مشتمل ہیں۔ جن میں سے اکثر کا ذکر صرف کتابوں میں ملتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے حوصلوں کو مزید بلند کرے اور ان کے مشن کی تکمیل میں ان کی مدد فرمائے۔ یہ کتاب اعلیٰ کاغذ پر نہایت عمدہ جلد کے ساتھ شائع کی گئی ہے اس کتاب کے کل صفحات 590 ہیں۔

ملنے کا پتہ: مکتبہ برکات المدینہ، بہار شریعت مسجد بہادر آباد، کراچی۔ 021-34219324

نام کتاب: مسلک غوث اعظم اور مخالفین

مصنف: ابوالحقائق علامہ مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زید مجدہٗ۔

غیر مقلد وہابی حضرات جنہوں نے اس بات کا تہیہ کر رکھا ہے کہ یہ کبھی بھول کر بھی سچ نہیں بولیں گے ان کے لاتعداد جھوٹوں میں سے ایک جھوٹ یہ بھی ہے کہ غوث اعظم حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ (نعوذ باللہ) وہابی تھے اور دلیل کے طور پر وہ غنیۃ الطالبین کے حوالے سے مسئلہ رفع الیدین اور مسئلہ آمین بالجہر کو پیش کرتے ہیں لیکن حیرت ہے کہ اسی کتاب میں بیان کردہ بہت سارے دیگر مسائل کو کیوں اختیار نہیں کرتے جن میں وہابی نظریات کی تردید کی گئی ہے؟ بلکہ غنیۃ

الطالبین کے بعض مسائل ایسے ہیں جو کہ وہابی نظریات کے مطابق شرکِ اکبر قرار پاتے ہیں اب سوال یہ ہے کہ صاحب غنیۃ الطالبین کو اپنا ہم مسلک قرار دینے والے ان عقائد و مسائل کو کیوں اختیار نہیں کرتے؟ یہ ان کے لئے لمحہ فکریہ ہے زیر تبصرہ کتاب میں مناظر الاسلام ابوالحقائق علامہ مولانا غلام مرتضی ساقی مجددی حفظہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے باب اول میں ''غنیۃ الطالبین'' کے متعلق علماء کے دو موقف ہیں ایک موقف یہ ہے کہ یہ کتاب حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے۔ جب کہ دوسرا موقف یہ ہے کہ یہ کتاب حضرت غوث اعظم کی تصنیف نہیں بلکہ ان کی طرف منسوب ہے یا کم از کم باطل فرقوں کی طرف سے اس میں تحریف ضرور کی گئی ہے۔ ہمارے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی و دیگر علماء اہل سنت کا مختار مذہب بھی یہی ہے باب دوم میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ غنیۃ الطالبین فقہ حنبلی کے موافق لکھی گئی ہے باب سوم میں حضرت غوث اعظم کے عقائد و مسائل کو بیان کیا گیا ہے باب چہارم میں غیر مقلد وہابی حضرات کا حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے اختلافات بیان کئے گئے ہیں جب کہ باب پنجم میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حوالے سے پھیلائی گئی غیر مقلد وہابیوں نجدیوں کی غلط فہمیوں اور فریب کاریوں کا ازالہ کیا گیا ہے۔ غرض یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے ایک تحقیقی تصنیف ہے۔ کتاب کا مطالعہ کرنے والے قاری پر یہ بات بخوبی عیاں ہوگی کہ کتاب فاضل مصنف کی دیگر کتب کی طرح یہ کتاب بھی اپنے موضوع پر ایک منفرد تصنیف ہے۔ یہ کتاب محبان غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو ضرور پڑھنی چاہئے تاکہ غیر مقلد وہابیوں نجدیوں کی فریب کاریوں سے بچ سکیں۔ کتاب کے کل صفحات 240 ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مؤلف کو دین و دنیا کی برکات عطا فرمائے اور اسی طرح اہل سنت و جماعت کی علمی خدمت کرنے کی توفیق دیئے رکھے۔ آمین۔

ملنے کا پتہ: اویسی بک سٹال، جامع مسجد رضائے مجتبیٰ، پیپلز کالونی، گوجرانوالہ 0333-817360

نام کتاب: بدعتی کون؟

مصنف: مولانا محمد شہزاد قادری ترابی۔

غیر مقلد وہابی (یعنی دیوبندی) معمولات اہل سنت پر شرک و بدعت کے فتوے داغتے رہتے ہیں جبکہ اسی شرک و بدعت میں یہ خود بھی ملوث پائے جاتے ہیں لیکن شرک و بدعت کے مظاہر ان کو صرف اہل سنت و جماعت میں ہی نظر آتے ہیں ان مقلد و غیر مقلد وہابیوں کی اسی رٹ بدعت کا منہ توڑ جواب اہل سنت کے نوجوان اور متحرک عالم دین مولانا محمد شہزاد قادری ترابی نے زیر تبصرہ کتاب ''بدعتی کون؟'' میں دیا ہے اس کتاب میں شرک و بدعت اور حرام حرام کی رٹ لگانے والے مقلد و غیر مقلد وہابیوں پر 150 سوالات قائم کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کتاب میں پہلے تو مختصراً بدعت کی تعریف اس کی اقسام اور احکام بیان کئے گئے ہیں اس کے بعد دیوبندیوں، وہابیوں کی خود ساختہ بدعات مثلاً سالانہ سیرت النبی کانفرنس، تربیتی نشستیں واحتجاجی جلسے وغیرہ اور کچھ فتاویٰ جات کی نقول بھی شامل ہیں۔ مولوی طارق جمیل دیوبندی پر دیوبندی دارالعلوم کا فتویٰ نقل کیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ طارق جمیل دیوبندی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازیبا گفتگو کی ہے جب تک توبہ نہ کرے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے اس کے علاوہ اس کتاب میں دارالعلوم دیوبند کے اور بھی کئی فتاویٰ جات شامل ہیں جن میں دیوبندیوں کی تردید ہے غرض یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک اہم دستاویز ہے یقیناً اس دستاویز کو کتابی شکل میں ہمارے سامنے لانے میں جناب مولانا محمد شہزاد قادری ترابی نے بہت محنت کی ہے۔ یہ کتاب بھی اہل سنت و جماعت کے لٹریچر میں ایک گرانقدر اضافہ ہے اس کتاب کے صفحات 176 ہیں۔ یہ کتاب ہر سنی کے پاس ہونی چاہئے اور اس کتاب کو خرید کر لائبریریوں میں بھی تحفتاً دیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب مولانا محمد شہزاد قادری ترابی صاحب کو اسی طرح مسلک حق اہل سنت و جماعت کی خدمت کرتے رہنے کی توفیق دیئے رکھے۔ آمین۔ -/100 روپے منی آرڈر

کر کے درج ذیل پتہ سے یہ کتاب حاصل کی جاسکتی ہے۔ مکتبہ فیضان اشرف، نزد شہید مسجد کھارادر کراچی۔

نام کتاب: مسلمان کا عقیدہ

مصنف: غلام مصطفیٰ مجددی (ایم۔اے)

سعودی عرب کے مفتی اعظم عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز نجدی وہابی کے چند رسائل بنام ''عقیدۃ المسلم'' کے نام سے ریاض سے شائع کئے گئے اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کے پاکباز بندوں کو باطل معبودوں کی صف میں شامل کر کے کافروں اور مشرکوں کی تردید میں اترنے والی آیات کا نشانہ بنایا گیا ہے اس کتاب میں مسلمانوں کو دور جاہلیت کے مشرکین عرب سے بھی بڑا مشرک ثابت کیا گیا ہے اس کتاب میں میلاد النبی، استمداد الانبیاء، پندرھویں شعبان کی رات کی تعظیم وغیرہ۔ مسائل اہل سنت کو شرک و بدعت قرار دیا گیا ہے اس زہریلی کتاب کا جواب علامہ غلام مصطفیٰ مجددی (ایم۔اے) نے بہت خوب دیا ہے اپنی اس کتاب میں عقائد و معمولات اہل سنت کو دلائل کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے نیز مخالفین کے اپنے علماء کے حوالہ جات بھی شامل کئے گئے ہیں۔ تاکہ ان کو آئینہ میں اپنا چہرہ بھی نظر آسکے اس کتاب کے کل صفحات 388 ہیں۔

ملنے کا پتہ: قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ، لاہور۔ 042-37213575

تمام عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ خصوصاً علماء کرام ومشائخ عظام سے
پُر زور اپیل
اپنے اپنے شعبہ جات میں رہتے ہوئے
غازی ملت سرمایہ اہل اسلام
محافظ ناموس رسالت ﷺ
ملک ممتاز حسین قادری
کی
دامے
درمے
قدمے
سخنے
بھرپور حمایت کرتے ہوئے
غیرتِ ایمانی کا مظاہرہ کریں